سِلسلہ تصوّف نمبر (۱۶۳)

نحر الاسرار

یعنی ترجمہ اردو مع اصل فارسی

کشف الاسرار

ومختصر سوانح عمری حضرت علی الہجویری ملقب بہ داتا گنج بخش صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

مؤلفہ جناب منشی نور احمد صاحب خلف الرشید حضرت مولانا مولوی محمد محبوب عالم صاحب مرحوم
خطیب مسجد جامع ایمن آباد ضلع گوجرانوالہ

جسے

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین خلف ملک فضل الدین ککے زئی تاجر کتب قومی

منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں ـــــــــ بازار کشمیری

لاہور نے

گیلانی سٹیم پریس لاہور میں باہتمام میر قدرت اللہ کے چھپوائی

بار اول .. .. (قیمت فی جلد) .. .. چار آنے (۴)

بحر الاسرار

ترجمہ اردو

کشف الاسرار

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اُس بے نیاز کی تعریف ہے۔ جس نے ہمارے وجود کو اربعہ عناصر سے شہود کے میدان میں ظاہر کیا۔ جناب پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نعت ہے جس کی ہم لوگ اُمت ہیں ✦

بعد ازاں عرض پرداز ہوں کہ یہ کتاب میں نے جان بوجھ کر چھوٹی اور مختصر لکھی ہے۔ کیونکہ لمبی چوڑی کتاب سے پڑھنے والا اُکتا جاتا ہے۔ پڑھنے والوں کی خدمت میں التجا ہے۔ کہ اگر کوئی کلمہ نامناسب ہو۔ تو اُس کی اصلاح کریں نہیں تو از راہِ لطف و کرم پردہ پوشی اور درگذر فرمائیں ✦

میرے (علی بن عثمان الجلابی قدس سرہما) پاس طالبوں کیلئے بہت سی ایسی مفید باتیں ہیں۔ کہ اگر اُن پر عمل کریں، تو مشائخ کے سردار ہو سکتے ہیں۔ میں نے کتاب "کشف المحجوب" کو نہایت دلی محبت سے تھوڑے ہی عرصہ میں مکمل کر دیا تھا۔ اب میں لکھنے کے قابل بعض باتیں لکھتا ہوں اور اس مجموعے کا نام "کشف الاسرار" رکھتا ہوں میری نگاہ میں یہ کتاب دیگر ذکر دن سے بہتر ہے

سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا تَصِفُوْنَ وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْق" اللہ تعالٰے کی جو تعریف تم کرتے ہو۔ اُس سے پاک ہے! اور وہ صاحب توفیق ہے +

پہلے مَیں فقرا کا ذکر کرتا ہُوں۔ فقیر کیلئے لازم ہے۔ کہ بادشاہوں یا حاکموں کی جان پہچان اور اُن کے میل جول کو اژدہا اور سانپ کی ہم نشینی اور دوستی خیال کرے۔ کیونکہ جب فقیر کو بادشاہ کا لقب حاصل ہوتا ہے۔ تو اُس کا سامان سفر اور توشہ برباد ہوجاتا ہے۔ لباس کے متعلق بہت کچھ روایات وحکایات ہیں۔ چنانچہ مَیں نے کشف المحجوب میں مفصل لکھ دیا ہے۔ اب صرف اتنا کہتا ہوں کہ ترکی کلاہ سر پر رکھ لینے سے فقیری حاصل نہیں ہوتی۔ تم خواہ کافرانہ کلاہ سر پر رکھ لو۔ لیکن فقیر بنے رہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی پر کاربند رہو۔ اگر فقیر اس نیت سے فقیرانہ لباس پہنتا ہے کہ اُسے دولتمند کی ہمنشینی نصیب ہوجائے۔ تو یقین جانو کہ وہ فقیر نہیں آتش پرست ہے۔ جو غرور وتکبر سے پُر ہے +

چونکہ فقیر کیلئے مرشد کی حضوری سے بڑھ کر اور کوئی چیز درکار نہیں۔ اس لئے مرشد کے داغ کو یاد رکھ۔ جب فقیر۔ مسافر۔ مفلس۔ قلاش اور مصیبت زدہ ہوتا ہے۔ تو صحیح معنوں میں فقیر ہوتا ہے۔ چنانچہ روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فقر کے بارے میں کچھ فرمارہے تھے۔ کہ فقیر کو معرفت الٰہی کیونکر حاصل ہوتی ہے۔ صحابہ کبار رضی اللہ عنہم نے پوچھا۔ یا حضرت! اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ اتنے میں حضرت جبرائیل علیہ السلام جناب الٰہی سے یہ حکم لائے سِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا کَیْفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الْمُکَذِّبِیْنَ روئے زمین پر سیر وسیاحت کرکے دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیا ہُوا +

پس اے ہجویری! سیر وسیاحت اور سفر لا انتہا دولت ہے۔ اسے اختیار کر اور اسی وقت راہ لے۔ دلیلوں اور حجتوں کو چھوڑ دو۔ اگر تجھے سامان سفر کی قدرت ہے۔ تو حج کی راہ لے اور محنت ومشقت برداشت کر تاکہ میدان حقیقت میں آجائے۔ مَیں نے (علی ہجویری الغزنوی) اُسی روز سے روئے زمین کی سیر وسیاحت اختیار کی۔ اور مخلوقات کے عجائبات مشاہدہ کیئے۔ مختصر یہ کہ ایک روز اتفاقیہ حوض کنارے بیٹھا وضو کرنے لگا۔ تو مَیں نے کوزہ میں اپنے منظور نظر معشوق کو دیکھا۔ مجھے معلوم ہُوا کہ واقعی دل کو دل سے

راہ ہوتی ہے۔ پہلے معشوق اختیار کر اور پھر اُس پر جان قربان کرے۔ اور یہ کہہ کہ اگر جان اس کی راہ میں قربان ہو جائے تو بہتر۔ جب تو دیکھے۔ تو اللہ تعالیٰ کی کاریگری دیکھ۔ تو اپنی شمع کا پروانہ بن جا۔ اور اس بات کی پرواہ نہ کر کہ جان کو غم ہوگا۔ ہونے دو۔ اُس کا ہونا ہی بہتر ہے +

غرور کو اپنے جسم سے نکال۔ جب میں ہندوستان میں آیا۔ تو لاہور کے گرد نواح کو بہشت سا پا کر وہیں رہنے سہنے کی ٹھانی۔ چنانچہ لڑکوں کا اُستاد بن کر وہیں بود و باش اختیار کی۔ جب مجھے بخوبی معلوم ہو گیا۔ کہ اس پیشہ سے میرے دماغ میں حکومت اور بادشاہی کی بُو آنے لگی ہے۔ تو پھر میں نے اُسے بالکل ترک کر دیا۔ اور پھر اس کا نام تک نہ لیا +

اَے طالب! تو اپنے حبیب اور لطیف کا غم اپنے وجود میں پیدا کر۔ راہِ خدا کا مرد بن۔ رات کو اٹھ کر عبادت کر۔ اپنے وجود کے سوراخ کشادہ کر۔ بہت بہت رو۔ خوش کم ہو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ فَلْیَضْحَکُوْا قَلِیْلاً وَّلْیَبْکُوْا کَثِیْراً پس چاہیئے کہ ہنسیں کم اور روئیں بہت۔ صبح کے وقت دریا پر جا۔ اور حضرت خضر علیہ السلام سے محبت کر۔ اور اسم مذکور کا ذکر کر۔ تاکہ تو منزل پر پہنچ جائے۔ تجھے لازم ہے کہ نفسانی خواہشات کی طرف مائل نہ ہووے۔ خلقت کا میل جول ترک کرے تنہائی اختیار کرے۔ اور خلقت کی طرف سے جو بطور تحفہ پیشکش۔ نذر نیاز ملے۔ فقراء میں تقسیم کر دے۔ اس میں سے کوئی چیز بھی اپنے پاس نہ رکھے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں مشغول نہ ہووے۔ اگر کسی قبر یا مزار پر تیرا گذر ہو۔ تو اُسے پڑھ کر بخشے تاکہ اُسے آرام نصیب ہو اور وہ تیرے حق میں دعا کرے۔ اگر کسی کی کھجور کی گٹھلی بھی ہو۔ تو بھی اس کے حوالے کر۔ اور اپنے پاس کچھ نہ رکھ۔ جب دوست کا کوئی بھید تجھے حاصل ہو اُسے باہر نہ پھینک۔ اور اس سے بیزار نہ ہو۔ کیونکہ اس سے تیرا بھلا ہوگا۔ کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ جب منصور حلاّج نے دوست کے بھید کا ایک ذرّہ ظاہر کیا۔ جس کے بدلے اُسے سر دینا پڑا اور اس کی معرفت خاک میں مل گئی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ حضرت خضر ع اولیاء اللہ کے دوست ہیں۔ اور بقا اور مشاہدہ ربانی اولیا کے وسیلے حاصل ہوتا ہے جملہ رسم کی دوستی تجھ پر فرض ہے۔ تجھے لازم ہے۔ کہ اپنے ماں باپ

کو اپنا قبلہ سمجھے تفسیروں میں بھی لکھا ہے۔ اور حسام الدینؒ لاہوری سے بھی
سُنا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے والدین کی قبر پر سجدہ کرے تو کافر نہیں ہو جاتا۔
اگر کوئی مشکل پیش آئے۔ تو والدین کی قبر پر جا کر دعا کرے۔ تو اس کی مشکل
حل ہو جاتی ہے +

نیز میں نے حسام الدینؒ لاہوری سے سُنا ہے کہ نفس کافر ہے جس ذیل
باتوں کے سوا نہیں مرتا۔ حق کی مدد۔ خاموشی۔ بھوک۔ تنہائی۔ میل جول کی
ترک۔ اور اکیلے بیٹھ کر ہر دم خدا کی یاد کرنا +

جب شیخ حسام الدینؒ لاہوری کا آخری وقت قریب آیا۔ تو مجھے کہا
جانِ من دعا کرو۔ میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے۔ جب جان کنی
کا موقع آیا۔ تو میں نے اس کے منہ پر کان لگا کر سُنا۔ وہ کہہ رہا تھا اَللّٰھُمَّ
اَنْتَ رَبِّیْ وَ اَنَا عَبْدُکَ۔ یا اللہ! تو میرا پروردگار ہے۔ اور میں تیرا بندہ
ہوں۔ وہ اسّی سالہ نیک مرد تھا۔ مجھے یاد ہے۔ کہ جب میں آخری وقت
اس سے وصیّت چاہی۔ تو کہا اے ہجویری! ہر دم بنی آدم کی تسلّی و تشفی
کرتے رہنا۔ نیکی کرنا۔ کوئی ایسی بات کرنا۔ جس کے سبب ہر کوئی تجھ سے خوش
ہو جائے۔ کسی کا دل نہ ستانا۔ مروّت سے پیش آنا۔ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی
کو یار نہ بنانا۔ نیز کہا کہ اپنے علم کو ضائع نہ کرنا۔ مال اور اولاد کو فتنہ سمجھنا۔ دیکھ
اب جبکہ میری جان نکل رہی ہے۔ فرزند میرے کچھ کام نہیں آرہے ہے۔ جو کچھ میں
نے کیا۔ وہی میرے پیش آیا۔ اور آئیگا۔ پس تجھے لازم ہے۔ کہ ماں باپ اور
بنی نوع انسان کی دلجوئی کرنا۔ اور ان سے بھلائی کرنا +

میں نے تاج الدینؒ کو یہ کہتے سُنا کہ ایک کیڑا (بھونرا) ہے۔ جو پھول
کی خوشبو سونگھا کرتا ہے۔ لوگوں نے جب اُسے دیکھا۔ کہ جہاں چنبیلی اُگی ہوئی
تھی۔ اس مٹی میں لوٹ رہا ہے اور غمگین ہے۔ تو پوچھا کہ وہ تمہاری چنبیلی
کیا ہوئی۔ کہا۔ میں نے سُنا ہے جل گئی۔ لوگوں نے کہا اے تیرا عشق خام ہے
اگر واقعی تو عاشق ہوتا۔ تو پیچھے کیوں رہ جاتا۔ اس کے ساتھ ہی کیوں نہ جل
مرتا۔ اس نے کہا۔ یار وہیں پردیس گیا ہوا تھا۔ میری عدم موجودگی میں برباد
ہوا۔ اب تو میں بہتیرا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اس کی جگہ ہی نظر پڑے۔ وہ جگہ
بھی تو دکھائی نہیں دیتی۔ کیونکہ جہاں وہ پیدا ہوا تھا۔ وہاں کی مٹی کو اپنا تاج

جانتا ہوں میں اسے سرپر ڈال رہا ہوں۔ اے یار! تجھے لازم ہے۔ کہ سچا عاشق بنے! اور اپنے پیرو مرشد کے پاؤں میں جان دیدے۔ مرشد کے قریب ہی رہے ہر وقت مرشد کا دیدار کرتا رہے۔ تاکہ تو حقیقت اور طریقت حاصل کرے وَاللہُ تعالیٰ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

اَب یہ کلام ختم۔ اور دوسرا شروع ہوتا ہے۔

سنو اور گوش ہوش سے سنو! یہ باتیں تمہارے کام آئینگی۔ یہ اچھی طرح یاد رکھو کہ خواہ تم ہفت ہزاری بھی ہو جاؤ۔ تو کیا ہو جائیگا۔ آخر میں تم مٹھی بھر گرد ہوا اور ہو جاؤ گے۔ تم منی کا ایک قطرہ ہو۔ کیوں اس قدر غرور کرتے ہو آخر کار جو کچھ تمہیں دنیا سے نصیب ہے۔ وہ لے دے کر چار گز کفن ہے۔ وہ بھی خدا جانے نصیب ہو یا نہ ہو۔

اے طالبو! غور کرو اور سمجھو غرور و تکبر کو چھوڑ دو۔ راہ حق کے مرد بنو۔ بیگانے کو اپنے پاس نہ آنے دو۔ دولت کو عذاب سمجھو۔ دولت اہل فاقہ کو دیدو۔ قربان کردو۔ اگر نہ دوگے تو قبر میں کیڑے بن کر کھائیگی۔ اگر دوگے تو وہ تمہاری دوست بن جائیگی۔ تمہارے ہاتھ پاؤں بھی تمہارے دشمن ہیں جب تم مر جاؤ گے تو تمہارے پاؤں کہینگے کہ تم بری جگہ کیوں گئے تھے۔ ہاتھ کہینگے کہ تم نے غیر کی چیز کو کیوں چھوا۔ آنکھیں کہینگی۔ کہ تم نے کیوں بری نگاہ سے دیکھا۔ ایسا خیال کرکے کسی چیز کی خواہش نہ کرو۔ اپنے گناہوں کیلئے دن رات استغفار کرتے رہو۔ استاد کا حق بجالاؤ۔ کمزور خلقت پر رحم کرو۔ حرام لقمہ نہ کھاؤ۔ بے عزتی کی جگہ پر قدم نہ رکھو۔ جو عزت کرے اس کے پاس بیٹھو۔

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ دس چیزیں دس چیزوں کو کھا جاتی ہیں۔ توبہ گناہوں کو۔ جھوٹ رزق کو۔ چغلی عمل کو۔ غم عمر کو۔ صدقہ بلا کو۔ غصہ عقل کو۔ پچھتانا سخاوت کو۔ تکبر علم کو۔ نیکی بدی کو۔ اور ظلم عدل کو۔ میں یہ باتیں ہر طالب کو بتاتا ہوں۔ تاکہ ان پر عمل کرے۔ اور میرے حق میں دعائے خیر کرے مجھے یاد رکھے۔ اور خدا تعالیٰ کو پہچانے غیر پر بالکل نگاہ نہ کرے۔

طالب کیلئے ضروری ہے۔ کہ غرور و تکبر اور خود پسندی کو چھوڑ دے۔ اور انہیں اپنے شہر سے نکالدے جن اسرار کو میں نے اس کتاب میں آگے چل کر لکھا ہے

اَور جن کی صفت مجھ سے پُوری پُوری ادا نہیں ہو سکتی۔ انہیں اپنا ورد بنائے ٭
لقمان حکیم فرماتے ہیں۔ کہ مَیں نے چار سَو پیغمبروں کی خدمت کی جن سے کُل آٹھ ہزار کلمات حاصل کئے۔ ان میں سے صرف آٹھ مَیں نے چُن لئے۔ جن پر عمل کرنے سے خدا شناسی حاصل ہو جاتی ہے۔ وہ کلمات یہ ہیں۔ اوّل جب نماز ادا کر رہے ہو۔ تو اپنے دل کو قابو میں رکھو۔ دوسرے جماعت کے یار بنے رہو۔ تیسرے جب کسی کے گھر جاؤ۔ تو اپنی آنکھ کو محفوظ رکھنا۔ چوتھے جب خلقت کے پاس آؤ تو زبان کی نگہداشت کرو۔ پانچویں اللہ تعالیٰ بزرگ و بلند کو فراموش نہ کرو۔ چھٹے موت کو نہ بھلادو۔ ساتویں جو نیکی کسی کے حق میں کرو۔ اُسے بھول جاؤ آٹھویں بدی جو تم سے کی جائے اُسے فراموش کردو ٭
اَے عزیز! ان باتوں کو یاد رکھو۔ مَیں عمر بھر ان پر عمل کرتا رہا ہوں مَیں نے اپنے والد بزرگوار قدس سرہٗ سے سُنی تھیں۔ میری جائے پیدائش ہجویر ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حادثوں اور مصیبتوں سے بچائے اور ظالم بادشاہ سے محفوظ رکھے۔ مَیں نے وہاں (ہجویر) بہت عجائبات دیکھے ہیں۔ اگر مَیں انہیں لکھوں تو قلم سیاہ آنسو روئے۔ اور عاجز ہو جائے۔ وہاں ایک شیخ بزرگ نام عمر رسیدہ آدمی تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ اَے علی نواسی عمر میں ایک کتاب تیار کر۔ جو تیری یادگار رہے۔ مَیں نے عرض کیا۔ یا شیخ! جو جانتا ہے وہ نہ جانے تو؟ جب انہوں نے بہت کچھ کہا۔ تو میں نے اُسی وقت بارہ سال کی عمر میں شہر ہجویر کے اندر ایک کتاب بنا کر اُن کے پیش کی۔ مجھے فرمایا کہ تم بزرگ ہو گئے۔ مَیں نے کہا۔ جناب کی عنایت مجھے ان کی حسب ذیل نصیحتیں یاد ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے معشوق سے محبت کریں۔ معشوق کون ہے؟ خدا ہے۔ جو اسے یاد کرتا ہے! اللہ تعالےٰ اُس پر مہربانی کرتا ہے تو عشق مجازی اختیار کر۔ کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے ہیں اَلْمَجَازُ قَنْطَرَۃُ الْحَقِیْقَۃِ مجاز حقیقت کا پل ہے۔ فقیروں کی محبت کو اپنے دل میں جگہ دے۔ میرے استاد شیخ ابو القاسم جن سے میں علم حاصل کرتا ہوں فرماتے ہیں کہ فقیر کیلئے اپنے مرشد کے تصوّر سے بڑھکر اور کوئی چیز نہیں۔ فقیر کیلئے لازم ہے کہ ہر وقت اپنے مرشد کو حاضر و ناظر سمجھے مرشد وہ ہوتا ہے جو بذریعہ مراقبہ مُرید کو دیکھتا رہے۔ فقیر کیلئے لازم ہے کہ بیعت اس وقت کرے۔ جب اپنے آپ میں قوت پائے۔ اگر قوت نہ ہو۔ تو مرید د مرشد

دونو ہی خراب ہوتے ہیں۔ فقر کا طریق بہت مشکل ہے میں نے اپنے دل میں ٹھان لی ہے کہ سفر اختیار کروں۔ تاکہ میرے دل پر زنگار نہ بیٹھ جائے۔ بلکہ دل صیقل ہوتا رہے۔ کیونکہ جب لوہے پر زنگ آجاتا ہے۔ تو صیقل ہی سے دور ہوتا ہے۔

اے میرے معشوق! اللہ تعالیٰ سے دعا کر۔ یا اللہ میرے دل کو روشن چراغ بنا۔ اور مجھے اپنی یاد کا شوق بخش۔ اور میرے دل کو غیر سے خالی کر۔ میرے مرشد کو مجھ پر مہربان کر۔ پہلے مجھے شکر بخش بعد ازاں دولت دے۔ پہلے مجھے کدورت سے پاک کر بعد ازاں اپنی طرف سے عنایت کر۔ پہلے مجھے صبر و صبوری بخش بعد ازاں مجھے بیماری دے۔ یا اللہ! مجھے وہ عنایت کر جو بہت نیک اور عمدہ ہو۔ اور مجھے اس بات کی توفیق دے جو پسندیدہ ہے۔

مبتدی کو سماع نہیں سننا چاہیئے۔ بلکہ اُس کے پاس تک نہیں پھٹکنا چاہیئے بلکہ الگ رہنا چاہیئے۔ یہ رستہ بہت مشکل و محال ہے زوال کا زیادہ اندیشہ ہے۔ تو گوشہ گیری اختیار نہ کر۔ بلکہ اللہ تعالےٰ سے مرشد کی صحبت طلب کر۔ اس کی محبت میں مجنوں بن جا۔ بغیر ہمکلامی معشوق اختیار کرنا سراسر جہالت ہے۔ اے عاشق صادق سن! مجھے ایک دوست کا کلام یاد آگیا۔ جو مجھے کہتا تھا کہ اے یار! اگر اللہ تعالیٰ مجھ پر مہربانی کرے تو میں جنگل میں جا کر یاد آلہی کروں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں مشغول نہ ہوں۔ میں نے کہا کہ میں "علی بن عثمان جلالی قدس سرہٗ" اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ دوست پاس ہو۔ میری باتوں اور مکروہ کاموں سے بچتا رہے جہاں تک ہو سکے کسی مرد خدا کے ساتھ رہے۔

اللہ تعالےٰ جو حکیم ہے علیم ہے عزیز ہے شفیق ہے۔ اس کا لطف عام ہے کریم ہے رحیم ہے، رحمان ہے۔ غفار ہے جبار ہے۔ قہار ہے وہاب ہے سلطان ہے حنان ہے۔ گنہگاروں کا فریادرس ہے اِس سے میری یہ التجا ہے کہ یا اللہ شہادت کے وقت بندش نہ رکھنا۔ اور مجھے بہشت بریں عنایت کرنا۔ میرا معشوق میری بغل میں دینا۔ مجھے عذاب میں مبتلا نہ کرنا میں بیمار اور روگی ہوں۔ تو شافی و کافی ہے۔ مجھے یہی بات پسند آتی ہے کہ گوشہ گیری اختیار کروں اور معشوق کے چہرے کے سوا اور کسی کا چہرہ نہ دیکھوں۔ اے علی! خلقت تجھے گنج بخش کہتی ہے۔ حالانکہ تیرے پاس ایک دانہ بھی نہیں۔ تو اس بات پر فخر نہ کرنا۔ کیونکہ یہ غرور ہے۔ گنج بخش اور رنج بخش حق تعالیٰ کی ذات ہے۔ جو بے مثل بے مانند بے شبہ اور بے نمون ہے شرک

نہ کر جب تک تو زندہ رہے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک خیال کرتا رہ۔
میرے طالب! دنیا پانی پر کشتی کی طرح ہے۔ اور بے آب ملک ہے۔ تو غوطہ دگانے والا غوطہ خور بن نہ کہ ڈوبنے والا۔ ایسا کام کر کہ تجھ سے کسی کو فیض پہنچے۔ کسی کا دل ناراض نہ کر۔ دین پناہ بادشاہ کی طرح ظلم وستم کا روا کرنیوالا اور رعیت کے نفع ونقصان کا جاننے والا ہونا چاہیئے۔ غفلت نہیں کرنی چاہیئے۔ دنیا کو کمینہ اور ادنےٰ سمجھ عقبیٰ کا بھی طالب نہ بن عقبیٰ کو بھی عذاب ہی خیال کر۔ تو مولا کا طالب بن تاکہ تو مذکر اور زہو جائے۔ طمع اور خواری کو اچھی طرح سمجھ لے۔ دنیاوی مکرو عقل کو اپنے آپ سے دُور کر۔ ایمانی عقل کے لیئے اللہ تعالےٰ سے التجا کر۔ مرشد کو اپنا قبلہ جان۔ اس کے سامنے حاضر رہ اور نفس کو موٹا تازہ نہ بنا۔ میری نصیحت مان اے علی! تو کیوں ایسی دل لگی اور ہنسی مخول کرتا ہے تو تو پُرنور آدمی ہے۔ طُور کی طرح پر ظہور ہے۔ شیطان سے دُور رہ اب تو جہان میں نور ہے۔ اپنے آپکو خاک بنا تاکہ تو نیک اولاد ہونیکا مستحق ہو جائے۔ اے علی! تو نے اتنے سفر بھی کیئے لیکن دو ملعونوں کو دُور نہ کرسکا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تو نے کچھ نہیں دیکھا۔ تو اپنے آپ کو خاک بنا۔ تاکہ باطن دیکھ لے۔

اے علی! تو تو عجب دلربا ہے تو گویا یوسف کنعانی ہے۔ تو تو کوئی جہان کی جان ہے۔ تو ظاہر و باطن کا جاننے والا ہے۔ آخر تو نے کیا پڑھا کہ تو ایسا گھبرایا ہوا ہے۔ تُو نے دشمنوں کو اپنے آپ سے دور کیوں نہ کیا۔ تو نے اپنے اوپر گناہوں کی گرد بٹھائی۔ تو اپنے ہاتھ سے جوہر صاف نہیں کرتا۔ اے محل تو اپنے دل میں عمارت بنا۔ تو نے نہیں سُنا عمارت سنجار ہے۔ ذکر الٰہی کی کچی پکی اینٹوں سے ایک دلکش عمارت تیار کر۔ اے علی! تو عقلمند بالغ۔ ولی اللہ۔ صاحب تاج وتخت اور فقر فقیری کے تخت پر سونے والا ہے۔ تو نیک درخت کی پرورش کر تاکہ پھل اٹھائے۔ تو پیر دلپذیر اور بادشاہ کا وزیر بنا ہوا ہے! اپنی وزیری کو دلگیری میں خاک کر۔ اے علی! تو بادشاہ ہے۔ چاند کی طرح سورج کا سہارا نہ لے۔ جب تک تو مرد راہ اور فخر کنندہ شیر ہے تب تک تو بمنزلہ ننگا ہے! ایسا نہ ہو انجام کار تجھے رُوسیاہی نصیب ہو۔ اپنے آپ کو خاک کرتا کہ مرد خدا بن جائے۔

اے علی تو بلند مرتبہ سورج ہے! اور اونچا آسمان ہے بلکہ سورج کا رکھنے والا ہے۔ خوش ہو! اپنے آپ کو خاک کرتا کہ حور چہرہ مرد بن جائے۔ اے علی! تیرے

پاس مالک کی طرح بار برداری ہے۔ تو اپنے مصر و شہر میں رہ کر بے عزتی نہ دیکھ۔ بڑھیا عورت کی طرح حرص اور لالچ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ سے موافقت کیئے رہ۔ شریک سے نہ مل بلیٹھ۔ یادِ یار میں خوشبو سے کھیل۔ صبر اختیار کر۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم پر ناز نہ کر۔ بھید ظاہر نہ کر۔ نماز قضا نہ کر۔ کیونکہ تو کامل عامل اور بوجھ کا اٹھانیوالا ہے۔ آخر میں تو نیک بخت ہے۔ اپنی جزا میں سختی حاصل کرنا جائز نہیں سمجھنا ٭

اے میرے طالب تم میرے لختِ جگر ہو ان باتوں پر عمل کرنا۔ اے علی! کیوں باتیں بناتا ہے۔ تو اپنا کام کر۔ کیا تو نے نہیں سُنا کہ تجربہ کاروں نے کہا ہے تعلقات قطع کرو۔ حق کے واصل ہو۔ اور اس کے سوا کسی کی تلاش نہ کر۔ مجھ یعنی (علی بن عثمان جلالی قدس سرہما) پاس درد کی نہایت عجیب و غریب باتیں ہیں۔ میں ہر دم سوائے اپنے معشوق کے اور کسی کو پیار نہیں کرتا۔ اور اس کے دیدار کے سوا اور کوئی کام نہیں۔ اُس کے نام کے سوا میرا کوئی ورد نہیں۔ کبھی میں اُس کے چاند کو فریفتہ کرنے والے چہرہ کو دیکھتا ہوں اور کبھی اُس کے دونوں رخساروں کو دیکھتا ہوں۔ کبھی میں اس کی خاک کو حقیقت میں آنکھ کا سُرمہ بناتا ہوں۔ کبھی اس کے نقش پا کو بدرجا نتا ہوں۔ کبھی اس کے دانتوں کی لڑی پر یہاں تک موتی قربان کرتا ہوں۔ کبھی اُس کے سروِ رفتار پر اپنی رائے کی فکر کو روشن کرتا ہوں۔ رات بھر غمِ عشق کی خواری میں رہتا ہوں۔ دن بھر اس کی محنت و زاری میں دل کو اس پر قربان کیا۔ تو اس قدر ذلیل ہوا۔ مَیں نے کپڑے یہاں تک پھاڑ ڈالے کہ سارا ننگا ہو گیا۔ مَیں خطا کار فقیر اور گنہگار حقیر ہوں جس نے اللہ تعالےٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی یاد میں دل ہار دیا ہے۔ سوائے عشق کے اور کسی میں مشغول نہیں ہوں۔ کبھی میں دنیا کو بیت الخلا جانتا ہوں اور کبھی اس سرائے کو آرام کی جگہ خیال کرتا ہوں۔ کبھی آسمان پر جا بیٹھتا ہوں۔ کبھی زمین پر رہ جاتا ہوں۔ میں نے اپنے آپ کو خاک کر لیا ہے ٭

اے میرے طالب! بیدل نہ ہو۔ یادِ حق میں عمر بسر کر۔ اپنے آپ کو سختی میں رکھ اور محنت کر۔ تاکہ تو مرد بن جائے۔ اکیلے رہنا نہایت بے بہا چیز ہے اور بیش قیمت اسباب ہے۔ مرشد کی حضوری ہر وقت اور ہر لحظہ رکھنی چاہیئے۔ مزاروں پر جا کر فاتحہ پڑھنا چاہیئے۔ تاکہ اہل مزار بھی دعا کریں۔ یتیموں کے سر پر ہاتھ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہ ایک بہترین فرض ہے۔ نماز باجماعت ادا کرنی چاہیئے۔ دل سے وضو کرنا

چاہیئے۔ میں نے بیت اور شعر بہت لکھے ہیں۔ میرا ایک دیوان بھی ہے جو پسندیدہ
ہے! اور اچھے اچھوں نے اُسے پسند کیا ہے حسب ذیل غزل اسی دیوان میں
سے ہے ؎

شوقِ تو در روز و شب دارم ولا — عشقِ تو دارم بہ پنہان و ملا
جان خواہم داد من در کوئے تو — گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میانِ جان و دل — میدہم از عشق تو ہر سو صلا
یا خداوندا رقیباں را بکش — یا مرا در یاد کن مستِ بلا
جامِ من دارد شراب یارِ خود — مہرباں کن بر من و ہستم مبتلا
اے چسپا کز تو اگر خواہم لقا — گر تو آری و بکن ہرگز تولا
اے علی! تو فرخی در شہر و کوئے — دہ ز عشق خویشتن ہر سو صلا

بعد ازاں میں لکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہر دم بیان کرنی چاہیئے
کیونکہ اس کے سوا نہ ہمارا کوئی پشت و پناہ ہے۔ نہ فریادرس۔ میرے طالب!
میں اور تو غریب ہیں دعا کر کہ اللہ تعالیٰ ہم پر فضل و کرم کرے اور اپنی یاد کا ذوق
عنایت کرے میں ایک بیچارہ اور آوارہ آدمی ہوں۔ میرا ظاہر و پوشیدہ ہونا برابر
ہے میں ہر دم معشوق کو یاد کرتا ہوں ؎

میرے طالب! میں نے دنیا بہت دیکھی بھالی ہے! اللہ تعالیٰ سے نیک اولاد
مانگو۔ اگر تم میں اکیلے رہ کر سلامت رہنے کی قوت ہے۔ تو بیوی نہ کرو کیونکہ یہ بڑی
مصیبت اور دردناک عذاب ہے۔ لاہور میں اپنی آنکھوں دیکھا۔ اور اپنے کانوں
سنا کہ کریم اللہ نام ایک سوداگر تھا۔ اس کے گھر میں اس قدر مال تھا۔ کہ سونا اس
کے ہاتھ میں غلہ کی طرح تھا۔ اُس کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام امام بخش
رکھا۔ اُسی روز اُس کا مال چوروں نے رستے میں لوٹ لیا۔ جب اس نے یہ خبر سُنی
تو پرواہ نہ کی۔ دوسرے روز اس سے بھی بُری خبر سُنی۔ غرضیکہ اس کا مال و اسباب
تھوڑے ہی سالوں میں برباد ہو گیا۔ گھر سے نکل آوارہ ہوا۔ دولت کے واسطے
مارا مارا پھرا۔ لیکن کچھ ہاتھ نہ آیا۔ اس کے لڑکے کو جب معلم کے پاس بٹھایا۔ تو
اُس نے معلم کی داڑھی پر ہاتھ مارا۔ اُس نے بددعا کی تو خراب اور آوارہ ہو گیا
یہاں تک کہ اس کی عورت چکی کندھے پر اٹھا بازار بیچنے گئی جس سے چار دینار
ہاتھ آئے وہ خاوند کی دشمن ہو گئی۔ اس کا لڑکا کوڑھی ہو گیا۔ وہ سوداگر مفلس

وفلاش ہو کر پردیس میں مرا۔ اُس کا لڑکا اس حالت میں مر گیا! اور اس کی عورت نے
اسی طرح بے مروتی میں جان دی غرض کہ دنیا خوشی کا مقام نہیں سراسر درد ہے
اگر وہ مرد گوشہ نشینی اور تنہائی اختیار کرتا تو اتنا خراب نہ ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی تقدیر
ہی ایسی تھی۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ دم مارنے کی جگہ نہیں وہ آقا ہے۔ ہم
اس کے بندے ہیں۔ یا اللہ! علی کی عاجزی پر رحم کر۔ اور اپنے حبیب پاک
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صدقے علی کو بخش! اور اس کی حالت پر رحم کر۔ کیونکہ یہ عاجز
ہے بیکس ہے اس کا کوئی یار نہیں! اور یہ تیرے سوا کسی کو نہیں چاہتا۔ اور اس کا
درد تیرے نام کے سوا اور کوئی نہیں۔ سوائے غربت کے اور کوئی کسب نہیں جانتا۔ یا
اللہ! میری بیکسی پر رحم کیجیو۔ تو رحیم ہے حلیم ہے! اور شفیق ہے۔ میں گناہوں
کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہوں۔ تو مجھے بخش۔ یا اللہ! مجھے بہشت عنایت کرنا۔ تاکہ میں
اُس میں خوش رہوں۔ نہ میں تیرے سوا کسی کو چاہتا ہوں۔ نہ تیرے سوا میرا کوئی
ہے۔ نہ تیرے بغیر میری کسی سے بنتی ہے +

اے طالب! حق کا طالب بن۔ تکلیف سے نہ ڈر۔ فقیری مشکل ہے۔ علم پڑھ
علم سیکھ! اور عمل کر۔ والدین کو بلا شک و شبہ قبلہ جان۔ کیونکہ ایسا کرنے سے تو
منزل پر پہنچ جائے گا۔ انشاء اللہ تو صدر ہو جائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فضل و
کرم تیرے شامل حال ہو جائے گا۔ میرے عیب ڈھانک۔ مجھے خواری نہ دے۔ اے طالب!
میں ہر روز یار کے دیدار کے لیے جاتا ہوں۔ لیکن کبھی کبھی وہ ہنستا ہوا چاند نظر آتا ہے۔
دیوان بھی میں نے اسی حالت میں کہا ہے۔ جب میں یار کا چہرہ دیکھتا۔ بلا اختیار بے
سوچے میری زبان سے غزل نکل جاتی۔ جتنی غزلیں ہیں۔ تمام کی تمام بغیر زور طبیعت
خود بخود منہ سے نکلی ہیں۔ میں عاجز و پر تقصیر ہوں +

اے بصیر! مجھ پر رحم کر۔ کیونکہ میں بے تدبیر ہوں۔ تو قادر ہے۔ یا آلہی بلا
شرکت کارساز ہے وَحْدَہٗ۔ وَحْدَہٗ۔ وَحْدَہٗ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔ لَا شَرِيْكَ لَهٗ۔
لَا شَرِيْكَ لَهٗ ہے اے میرے طالب! جو کچھ اللہ تعالیٰ عنایت کرے۔ اس پر راضی
رہ۔ اگر جنگل بخشے تو اس میں رہ۔ اگر آبادی بخشے تو اس میں خوش رہ۔ اگر وطن
نصیب کرے۔ تو وطن میں رہ۔ اگر پردیس دے۔ تو پردیس میں رہ غرضیکہ جو کچھ
اللہ تعالیٰ بخشے اسی پر رہ۔ اگر گودڑی دے تو پہن لے۔ اگر قاقم دے تو اُسے اوڑھ
لے۔ اگر گدھا دے۔ تو اس پر سوار ہو جا۔ اگر گھوڑا دے تو اُسے بھی نہ چھوڑ۔ جو کچھ

دے لے۔ جو نہ دے اس پر صبر کر۔ تاکہ تو مرد راہ بن جائے۔ تاکہ تو خدا رسیدہ ہو جائے۔ صبر عجب چیز ہے حدیث میں آیا ہے اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ صبر خوشی کی چابی ہے۔ صبر اختیار کر اور مرد راہ بن۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر مہربانی کی ہے تجھے بخش دیگا ؛

اس کتاب کے پڑھنے والو۔ اگر میری کتاب کو پڑھو۔ تو میرے حق میں دعائے خیر کرنا اب میں رخصت ہوتا ہوں۔ اور الوداع کہتا ہوں۔ اور تمہیں اللہ جل جلالہٗ وعم نوالہٗ وعلا صفاتہٗ کے سپرد کرتا ہوں۔ تاکہ تم خوش رہو۔ میرے کہنے پر ناراض نہ ہونا اور غصہ نہ کرنا۔ میں نے جو کچھ کہا ہے۔ سچ کہا ہے۔ "عزیز رسولاں بلاغ باشد دبس" قاصدوں کا کام صرف پیغام رسانی ہے وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ ہمارا کام صرف پیغام پہنچانا ہے۔ تمہیں لازم ہے کہ عمل کرو۔ اور میرے حق میں دعا کرو۔ یا میرے خدائے برحق جل جلالہٗ وعم نوالہٗ میری کتاب کو منور کر۔ اور مجھ پر نوازش فرما میرے گناہ بخش۔ جو کچھ ہے تو ہی ہے ؎

مکن اے علی بیش ازیں گفتگو — کہ مرد خدائی و پاکیزہ خو
ہر آنچہ تو داری ثواب و عذاب — خداداند آنرا ہمہ بالصواب

شجرۂ طیبہ شیخ علی ہجویری قدس سرہٗ

علی ہجویری آں پیر ولایت — زدشت شیخ بوالفضل ہدایت
ابوالفضل از علی حصری گرفتہ — بدست خدمت اسرار نہفتہ
علی حصری بوے اسرار کلی — رسید از خدمت بوبکر شبلی
بہ شبلی از جنید آمد عطائے — کہ در عالم شدہ او رہنمائے
جنید از سری سقطی بپوشید — لباس پارسائی راچہ خوش دید
سری سقطی از معروف خرقہ — بہ پوشید و شد والئے فرقہ
شدہ معروف از داؤد طائی — چراغ خانقاہ پارسائی
بداؤد از حبیب آں فتح باب است — حبیب آں کز حسن او کامیاب است
حسن بصری مرید مرتضےٰ بود
علی را پیر کامل مصطفےٰ بود

اصل کتاب فارسی فقرنامہ معروف بہ

کشف الاسرار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد[1] مر صمد[2] را کہ جسم ما را از چار آخشیج[3] بعرصۂ[4] شہود آوردہ و نعت پیغامبر را
کہ با اُمت او ہستیم اما بعد این کتاب مختصر یست زیرا کہ طوالت با ملالت می انجامد
بقاری می باید کہ اگر حرفے ناسزاوار باشد قلم اصلاح جاری کند وگرنہ بذیل کرم
بپوشد منکہ علی بن عثمان الجلالی ام سخنان بسیار برائے طالبان خود دارم۔ اگر
کسے عمل کند سردار مشائخان باشد۔ کشف المحجوب کتاب البحث قلبی درمیان
اندک مدت تمام کردہ بودم الحال کہ بعضے سخنان الحق نوشتن ہستند می نگارم
ونام این کتاب کشف الاسرار نہادم درنظر من این کتاب از دیگر اذکار است
سبحان[5] اللہ عما تصفون واللہ ولی التوفیق اول ذکر فقر امیگویم کہ فقیر را
باید معرفت سلاطین امعرفت اشجع[6] وثعبان[7] نظر واعتبار کند کہ چوں نفس
بادشاہ فقیر را حاصل شد زاد و نوشۂ او برباد شد وچوں لباس البسیار نفر بر

[1] حمد ستودن وستائش ۱۲ [2] صمد بفتحتین مہتر وبے نیاز وبلند ودائم ومردے کہ گرسنہ وتشنہ نباشد
از منتخب و در نہایہ جزے نوشتہ آنکہ قصد کردہ شود بسوئے او در کارہا وحوائج ۱۲ ع [3] آخشیج بیائے مجہول
وجیم عربی بمعنے ضد ومخالف است ومجازاً یا اعتبار ضدیت بمعنے یکی از عناصر اربعہ کہ خاک و باد و آب
و آتش است از جہانگیری و مدار و رشیدی و برہان و در سراج نوشتہ کہ آخشیک اصل است و آخشیج
مبدل آنست نہ معرب آن ۱۲ ع [5] بپاکی یاد میکنم خدا را بر آنچہ صفت کنید و خدا ابتغاء صاحب
توفیق است ۱۲ غلام حسین ۱۲ [6] اشجع بالفتح اول وسیوم دلیر تر و فرع از مار ۱۲ ع [7]
ثعبان بضم اول وسکون عین مہملہ وبعدہ یائے موحدہ بمعنے مار بزرگ واژدہا ۱۲ ع

اللّٰھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ

ہاست ذکرش در کشف المحجوب گذشت الحال این میگویم کہ چون کلاہ[۱] ترکی بر سر نہادی فقیری حاصل نمیشود کلاہ کافران بر سر نہ فقیر صادق باش و ہرچہ رضائے ایزد باشد بر آن مستقل شو چون فقیر جامہ پوشد کہ صحبت غنی مرا حاصل شود یقین میدان گبر اشتت پرستی و کبر چون رکار اسباب فقیر را بہ از حضوری مرشد چیزے نیست داغ از مرشد خود یاد کن کہ فقیر را چون کربت و غربت میرسد فقیر میشود چنانکہ گفتند روزے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم در گفتگو و اذکار فقر بودند و میگفتند کہ فقیر را بچہ طور معرفت حاصل میشود یار کیار گفت کہ یا حضرت بر واحد اظہر اظہرات دربین بودند کہ حضرت جبرائیل آمد و گفت سِیۡرُوۡا[۲] فِی الۡاَرۡضِ[۳] فَانۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الۡمُکَذِّبِیۡنَ پس اے ہجویری عزت و دولت است بے انتہا بر خود بگزین در راہ شو دلائل حج[۴] را بگذار اگر قادر بر توشہ ہستی راہ حج[۵] پیش گیر و محن شاق بر خود نہ تا بمعرض حقیقت در آئی منکہ ہجویری الغزنوی ام از آن روز گشتن ارض اختیار زدم بسیار عجائبات مخلوقات مشاہدہ نمودم فی الجملہ مطلب این است کہ روزے در ماوراء النہر[۶] بحوضی نشستہ قصد وضو میکردم در آب[۷] ستان خود را دستان معشوق منظور نظر یافتم از آن روز معلوم کردم کہ اَلۡقَلۡبُ یَھۡدِیۡ اِلَی الۡقَلۡبِ معشوق بگزین و جان خود را فدای او کن بگو کہ اگر جان در راہ او فدا شود بہ است چون بہ بینی صنع حق بیں مانند پروانہ بر شمع خویش شو و بہ عہد آر کہ اگر جان در غم خواہد ماند بہ او وست و غرور را از جسم خود دور کن و چون و رہندوستان آمدم نواحی لاہور را جنت مثال یافتم بنشستم بوساطت معلمے بہ بیان توطن و سکونت اختیار نمودم چون بخوبی معلوم نمودم بوئے حکومت و بادشاہی در دماغم پدید

---

۱ کلاہ ترکی یعنی کہ چار قطعہ کردہ دوختہ باشند و درویشان بر سر می نہند چنانچہ درویشی گفتہ + سر برہنہ نیستم دارم کلاہی چار ترک + ترک دنیا ترک عقبا ترک مولیٰ ترک ترک + یعنی دنیا و آخرت را محل حظوظ نفسانی دانستہ ترک نمودم چنانکہ در مفتاح الصلوٰۃ آوردہ ۱۲ منہ از غم نگار یکسو داں شدیم + دنیا و آخرت ببین بسیار ماند + ترک مولیٰ باعتبار آنکہ طلب مولیٰ ہم فخر از بقائے ارادہ است و من بقائے ارادہ بجائے رسیدہ ام کہ رضائے مولیٰ از ہر اولی میدانم ست وصال یار چہ باشد رضائے دوست طلب + کہ حیف باشد از وغیر زین تمنائی + و مراد از ترک ترک این است کہ از ترک ترک ہم تارکم چنانکہ بزرگے گفتہ اذا ترکت الھواء وظننت انی تارک فما ترکت الھواء حتی تغنی عن الترک چنانکہ سعدی شیرازی ہم بیتی موافق کلام مصنف گفتہ + حاجت بکلاہ ترکی داشتنت نیست + درویش صفت باش و کلاہ تتری دار ۱۲ مولانا غلام رسول مرحوم عاد نگر ہی ۲ یعنی سیر کنید در زمین پس بنگرید کہ چگونہ است عاقبت بد روغ نسبت کنندگان پیغمبران را ۱۲ ۳ ارض بفتح زمین باید دانست کہ برصد و حساب معلوم کردہ اند کہ دائرہ عظیمہ کہ بر زمین فرض کنند ہشت ہزار فرسخ است و ہر فرسخی سہ میل و ہر میل سہ ہزار گز و ہر گز سی و دو انگشت مضموم ۱۲ ۴ حج بضمتین راہی کہ کندہ باشند بضم و فتح جیم دال

جمع ہا ۵ الحج فی اللغۃ القصد و فی الشرع عبارت عن بعید قصد مخصوص الی معین معلوم فی زمان مخصوص ۱۲ ۶ چلیپی ۱۲ ۷ ماوراء النہر مخفف ماوراء النہر یعنے آنچہ آنسوئے رود جیحون واقع است لہذا ملک توران را اہل زبان عربی ماوراء النہر نامند ۱۲ منہ ای

حصل الکلام ۱۲

آمد بگذاشتم و بار دیگر گرد این نگشتم اے استحقاق پناہ ہم با حبیب[1] با لطیف[2] در وجود
کن و مرد راہ شو و شب برخیز و مناجیر[3] در وجود خود بکشائی و آب از دیدہ بسیار بریز و شاد
اندک شو چرا نکہ باری تعالیٰ میفرماید فَلْیَضْحَكُوْا قَلِیْلًا وَّ لْیَبْكُوْا كَثِیْرًا بر دریا وقت
صبح برو خضر[4] را صاحب[د] او و اسم مربور مذکور خود کن تا بمنزل خود رسی باید کہ میل ہوا و ہوس
نفس نکنی و از خلق عزلت گیری و تجرد[6] گزینی و آنچہ بر تو پیدا شود از تحفہ و جز آن
ہر کہ بر تو بیاید روز رواں کن از آں چیزی نگاہ مدار و بجز حق بدیگرے مشغول مشو۔ اگر
بر مزارے گذر کنی چیزے برائش بخواں تا او را فرحت حاصل شود و در حق تو دعا کند
و اگر یک تخم خرماے کسی باشد حوالہ او بکن و پیش خود چیزے مدار چون بر تو سرے
از اسرار دوست نازل شود و جا گیرد تو او را بیروں میندازو و از و بری مشو چرا کہ
ازیں بیہودی تو خواہد شدید ی کہ چوں حلاج[5] یک نفرہ از سر دوست بیروں داد
سر خود را بجائے سر داد و معرفت او بخاک برابر شد خضر علیہ السلام را با اولیاء دوستی
است در یں ہیچ نیست و بقا و مشاہدہ ربانی با اولیاء دوست و دوستی طلبہ رحمی بر تو
فرض۔ ترا باید کہ مادر و پدر را قبلہ خود بدانی۔ و در تفسیر آمدہ است و از حسام الدین رح
لاہوری شنیدم کہ اگر مرشدے بر گور مادر و پدر سجود[6] کند۔ کافر نمیشود[8] و اگر چیزے
مشکل باشد بر گور مادر و پدر رفتہ استدعا کن تا مشکل وے برآید و دیگر از حسام الدین
لاہوری شنیدم کہ نفس کافر است کشتہ نمے شود مگر از مدد حق و خاموشی و جوع و تنہائی
و ترک جماعت کردن و یگانہ نشستن و خدا را ہر دم در دل یاد داشتن و چوں وقت
نزع شیخ حسام الدین لاہوری را بسر رسید مرا گفت کہ اے جان دعا کن کہ خاتمہ

---

[1] حبیب بمعنے دوست داشتہ شدہ ۱۲ [2] لطیف بمعنے باریک بیں بار سانندہ مراد ہائے بندگان برمی و رفق کذا فی اسماء الحسنے ۱۲ [3] پس باید کہ منافقان بخندند اندکی و باید کہ بگریند بسیار ۱۲ کذا فی ترجمۃ القرآن ۱۲ غلام محمد [4] و عن ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم انہ قال انما سمی الخضر لانہ جلس علی فروۃ الارض الیابسۃ التی لا نبات لہا بیضاء فاذا ہی تہتز من خلفہ خضراء رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ ۱۲ [5] حلاج بالفتح و تشدید لام و جیم بمعنے کسے کہ پنبہ را از پنبہ جدا کند و لقب حسین بن منصور کہ انا الحق گفتہ بود چرا کہ روزے پنبہ را از پنبہ دانہ باندک زمانے بکرامت خویش کردہ بود کہ حلاج از آن شہیر بود ۱۲ غ [6] و سجدہ تحیۃ کہ از کبائر است و ایماء در سلام کہ بر رکوع نزدیک باشد چوں سجدہ است ابن در جامع گفتہ و در ملتقط گفتہ کہ تواضع برائے غیر خدا تعالیٰ حرام است ۱۲ فتاوی برہنہ [8] و خوف کفر است کہ نارے سجدہ کند و از میت حصول مراد خواہد یار واوار و یا بنام او قربانی کند ۱۲ نافع المسلمین و در صحیح مسلم از ابی ہریرۃ مروی کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرمود وقتیکہ انسان مرد عمل او منقطع مگر سہ چیز یکے صدقہ جاریہ یعنے وقف۔ دوم از وے نفع میگیرند بعد از جزوی از تلامذہ او و کتب مصنفہ او و سیوم اولاد صالح کہ برائے او دعا کند ۱۲ تذکرۃ الموتی والقبور [9] تجرد

[9] بمعنے برہنہ شدن و مجازاً بمعنے ترک دنیا و قطع علائق ۱۲ غ

با ایمان باشد و یاد دارم کہ چون وقت جان کندن شد گوش بر دہن او نہادم میگفت
اَللّٰھُمَّ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ و مردے نیک بود عمرش ہشتاد سال شد از وے یاد دارم
کہ وقت مرگش از و طلب اندرز و وصیّت نمودم مرا گفت کہ ای ہجویری ہمہ دم در نسلی
بنی مردم باش و نیکی بکن و بیہمان کن کہ کسی از تو خوشنود شود و خاطر کس را مرنجان و
مروّت کن و یار جز حق کسی دیگر را مدار و ہم گفت کہ علم خود را ضائع مکن و اموال
و اولاد را فتنہ دان ببین الحال کہ جانم میبرد و فرزند بکار من نخواہد آمد ہر چہ کردم
پیش من خواہد آمد پس ترا باید کہ تو چنیں کار کنی و دلجوئی مادر و پدر کنی و از
تاج الدین شنیدم کہ گفت کرمی است کہ در گرد گل بو بیدار باشد و او را دیدند کہ در زیان
زمین کہ سمن رستہ بود در میان خاک افتادہ و در اندوہ شدہ او را گفتند کہ آن
سمن تو کجا رفت گفت شنیدم کہ سوخت گفتند اے خام ہمیں عشق داری۔ کہ
پس او ماندی و خود را ہمراہ او نسوختی گفت کہ اے یار من در غربت بودم و پس
من او خاک شد ہر چند خواستم کہ مرا جاے او منظر در آید نمی آید از ہر جا کہ تولد
شدہ بود و جائے او ہست خاک آنجا تاج سر خود میدانم و بر خود می اندازم پس
ای یار ترا باید کہ عاشق صادق باشی و جان در پاے پیر و مرشد خود دہی و غیر
مرشد خود جز وے از دیدار مرشد بداری تا بحقیقت و طریقت رسی ان شاء اللہ
تعالیٰ واللہ اعلم بالصواب۔ الحال این کلام ختم شد و دیگر میگویم بشنو بگوش ہوش
کہ ترا بکار خواہد آمد۔ بفہم اگر ہفت ہزاری گردی چہ شد مشت گردہنی گر خواہی
شد قطرہ منی ہستی چرا منی میکنی آخر الامر دستمایہ تو ہمگی و تمامی چہار گز کفن از دنیا
است گمان دارم کہ آن ہم خواہی برد یا نہ ای غافل بفہم و ما و منی از خود بردار
و مرد راہ شو و حق بیگانہ[2] پیش خود مدار و دولت را عذاب دان برا اہل فاقہ بدہ و نثار
بکن کہ کرم در گور خواہند خورد و اگر دادی دوستدار خواہند ہمگی پاے و دست
تو دشمن تو ہستند ہر گاہ جان خواہی داد پاے خواہد گفت کہ چرا بد جاے رفتہ
بودی دست خواہد گفت کہ چرا چیز غیر را گرفتہ بودی دیدہ خواہد گفت کہ چرا بدی
دیدہ بودی ہمچنیں خیال بکن و ناروائے کسی چیز مکن گناہان خود در شب و روز استغفار

[1] ای اگر خواہد خواہد خدا تعالیٰ و خدا تعالیٰ دانا تر است بہ نیکی ۱۲

[2] وہمالمان یکون فی النفوس ادنی الاموال والاعراض او القلوب ہذا ایذاء المحق ۱۲ از غیبہ۔

[illegible] — قال اللہ تعالیٰ انما اموالکم واولادکم فتنۃ

بخواہ حق[1] استاد بجا آر بر خلقت ضعیف رحم کن لقمۂ حرام مخور بجائی بے آبروئی میائے ہر کہ عزت کند پیش او منشین نقل است از بزرگوارے کہ دہ چیز دہ چیز را میخورد اوّل توبہ گناہان را- دوم دروغ رزق را میخورد- سیوم غیبت عمل را میخورد- چہارم غم عمر را- پنجم صدقہ بلا را میخورد- ششم غصہ عقل را میخورد- ہفتم پشیمانی سخاوت را میخورد- ہشتم تکبر علم را میخورد- نہم نیکی بدی را میخورد- دہم ظلم عدل را میخورد یاد دار من این را پیش ہر طالب میگویم- تا کہ برایں عمل کند و مرا دعا کند و مرا یاد دارد و خدائی را بشناسد و ہرگز بغیر نظر نکند و طالب را باید کہ منی و مائی من را بگذارد و از شہر خود را خارج گرداند و اسمہائے کہ پس نوشتم از من صفتہائے او شان کردہ نمیشود باید کہ آنہا را ورد خود کند و دیگر نقل است از لقمان[2] حکیم کہ چہار صد پیغمبر را خدمت کردم از انہا ہشت ہزار کلمہ حاصل کردم و از انجملہ ہشت کلمہ انتخاب کردم۔ اوّل آنکہ چون در نماز باشی دل خود را نگاہدار- دوم آنکہ با جماعت یار باشی- سیوم آنکہ چون در خانہ مردم آئی چشم خود را نگاہدار- چہارم آنکہ چون در خلق درآئی زبان خود را نگاہدار- پنجم آنکہ خدائی[3] عز و جل را فراموش مکن- ششم آنکہ مرگ را فراموش مکن- ہفتم آنکہ چون در حق کسے نکوئی کردہ باشی- منتی[4] مکن- ہشتم آنکہ ہر کہ در حق تو بدی کردہ باشد- فراموش کن۔ ایعزیز گفتہ چنین را یاد گیر کہ در ہمہ عمر ہمراہ خود داشتم و از قبلۂ خود شنیدہ بودم زاد من ہجویر است حرسہا اللہ عن الآفاتِ وَالحادثاتِ وَصانہا اللہ تعالیٰ عن الملک الظالم در آن بسیار عجائبات دیدہ ام اگر زیر قلم آرم قلم اشکہائی سیاہ خواہد ریخت و عاجز خواہد آمد پیرے بود شیخ بزرگ نام او شان مرا گفتند کہ ای علی کتابی درین عمر تصنیف بکن کہ یادگار[5] تو بماند گفتم یا ایہا الشیخ[6] اِن لَا یعلم مَن علِمَ بسیار چیدن من المحال اثنا عشر کہ ہستند درمیان ہمین عمر در بلدۂ ہجویر تصنیف کردہ ام او را دادم او مرا گفت کہ تو بزرگ خواہی شد من گفتم اِلطافک[7]

[1] حق بالفتح و بالتشدید ثابت و سزاوار و واجب بمعنی راستی و راست و درست و یکے از نامہائے او سبحانہ و تعالیٰ از منتخب و در محاورۂ فارسی بمعنی مردن نیز آمدہ و در استعمال فارسی بمعنی مذکور تخفیف اکثر آمدہ مصطلحات و بالضم و بالتشدید چابک و گوئی کہ در بندگاہ استخوان باشد ۱۲

[2] لقمان بن باعور بن اخت ایوب و ابن خالتہ و قیل کان من اولاد آزر و عاش الف سنتہ و ادرک داؤد فلما بعث قطع الفتویٰ ۱۲ حقائق التاویل تنزیل ۱۲

[3] خدا بالضم مالک و صاحب و چون لفظ خدا مطلق باشد بر غیر ذات باری تعالیٰ اطلاق نکنند مگر در صورتیکہ بچیزے مضاف شود چون کدخدا و گفتہ اند کہ خدا بمعنے خود آئندہ است۔

[4] نگہدارد آنرا خدائی تعالیٰ از آفات و از حادثات نگہدارد آنرا خدا تعالیٰ از پادشاہ ظالم

[5] اے شیخ اگر نداند آنکس کہ میداند ۱۲

[6] یعنی فراموش کن ۱۲

[7] ای مہربانی تو ای شیخ ۱۲

با شیخ از سخنی وارم کہ مردم را باید کہ محبت[1] با معشوق خود کن معشوق کیست معشوق
خدا ست ہر کہ او را یاد میکند باریتعالی بر و الطاف میکند مجاز را بخود راہ دہ کہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرمودہ است اَلمَجَازُ قَنطَرَةُ الحَقِیقَةِ حقیقت بعد از
مجاز پیدا میشود حسبؔ فقرا در دل خود جا دہ و از شیخ ابو القاسم کہ استادِ من
ہستند بلیش آنہا علم میخواہم او شان مرا میگویند کہ فقیر را از احضار مرشد
چیزے دیگر نیست فقیر را باید کہ حضور مرشد دارد مرشد آں باشد کہ غواص باشد
نہ کہ متصل فقیر را باید تا بیعت کند اگر در خود قوت یابد و اگر در خود قوت نباشد
ہر دو خراب شوند طریق فقر بسیار مشکل است جوئندۂ من با دل خود ارادہ دارم
کہ در میان دل خود ارادہ دارم کہ استغفار[2] گزیں باشم کہ در دل مرا زنگار نشود
و دل را صیقل شوند چوں جدید[3] را زنگ خورد بصیقل زنگ دور میشود اے
معشوق من از خدا تعالیٰ دعا کن کہ اے خدائے تعالیٰ دل مرا مصباح[4] فروزاں
کن و مرا شوق یاد خویش بخش و دل مرا از غیر بپرداز مرشد مرا مہربان دار اول
مرا شکر بخش و بعد ازاں مرا دولت دہ اول مرا از کدورت پاک کن و پس ازاں
مرا از خود دہ اول مرا صبر صبوری بخش و بعد ازاں مرا بیداری دہ خداوندا
مرا آں بخش کہ احسن است و مرا آں توفیق دہ کہ مستحسن است مبتدی را باید
کہ گرد سماع[5] نگردد و در کنار باشد و ایں راہ بسیار مشکل است و محال در ین قائم
است و زوال گوشہ گزیں شو صحبت مرشد از خدا طلب کن و ترجش ہمچوں مجنوں
باش بے از کلام معشوق پسند خود کردن جاہلی است عاشق صادق بشنو مرا کلام
دوستے یاد آمد کہ مرا میگفتے اے یار اگر اللہ تعالیٰ کرم کند در بیشہ رفتہ خدا را یاد
کنم و بے از حق چیزے کسی خود نکنم و منکہ علی بن عثمان جلالی ام من دوستی آں دارم
کہ دوستی قریبے دارد و از فحشا و منکر احتراز کند تا با مرد باشد خدائے تعالیٰ

[1] محبت بالفتح صحیح است و آنچہ بضم مشہور است غلط چہ مصدر میمی از ثلاثی مجرد بضم اول مستعمل نشدہ ۱۲ از تحقیقات میر نور احمد
احراری [5] فصل فی آدابہم والسماع من ذالک ان لا یتکلفوا السماع ولا یستقبلوہ بالاختیار فاذا اتفق السماع
فمن حق المستمع ان یقعد بشرط الادب ذاکر الربہ لغلبہ مشتغلاً بحفظ قلبہ من طوارق الغفلۃ والنسیان فاذا
فرغ سمعہ شیئ یری القاری للقرآن کانہ مستنطق من قبل الحق عز وجل فیما یرد علیہ من تعریفات الغیب ایاہ
مما یوجب غیبًا او زہیبًا او نیاشًا او عتابًا او زیادۃ فی القیام بعبادۃ عز وجل او غیرہ فعند ذالک یدرالی
ما یرد علیہ قابل الاشارۃ علیہ بالید او ان کان السماع بحیث یصیر کان لسان القاری بلسانہ کانہ یخاطب
ہو اخوی بالیقرا القاری فحل ایحصل مما یجد قلبہ فی ذالک بحیث یکون موافقاً لحق العبودیۃ و آداب
الشریعۃ و فی الجملۃ لا یکون فی الطریقۃ ولا فی علم الحقیقۃ شیئ یخالف آداب الشریعۃ ۱۲ اللہم اغفر لکاتبہ

آخر چہ خواندی ہمچنین در اضطرار ے ماندی از خود اعدایان برانداندی برخود گرد عصیان
نشاندی از خود جوہر نفشانی ای محل در دل خود عمارت کن نشنیدی کہ عمارت غارت
اشت آنجہ و لبن ذکر بسیار در آر تا عمارت شود دلکشا۔ ای علی تو مرد غافلی و باغی
وادلیائی و صاحب تاج و سریری و خوابندہ بر تختۂ تو تخت فقر فقیری شجر نیک درش
بکن تا بر گیری و تا پیری و تا دلپذیری و تا پادشاہ را وزیری و زیری خود را خاک کن در
دلگیری ای علی تو پادشاہی ہمچو ماہی بکن پناہی تا مردی و تا شیری میاہی تو برگ
کاہی مباد اکہ آید روسیاہی خود را خاک کن تا مرد آگہی ای علی تو مہری دالاقدر
سپہری دارندہ مہری خوش باش خود را خاک کن تا مرد حور چہری ای علی تو جواہر
زواہر داری تو مالک ارمیداری بار برداری مبین در مصر خود خواری نکن ہمچون پیرہ
زخال حرص و آز بحق شو و ساز مشو انباز بنشین در یاد کار بخو شبو ء لعب ساز صبوری
را بخود بساز بر کرم ایزدی ناز بکن افشائے راز قضا مکن نماز کہ ہستی تو کاہل عاہل۔
حاَل بار سختی آخر نیک بختی۔ جزاء خود روا مبداری سختی ای طالب من تو جگر الختی
را این عمل بکن ای علی چرا افسانہ میخوانی کار خود بکن کہ شنیدۂ کہ کاروانان گفتہ اند
بندہا را بگسلید و واصل حق بشوید و بجز او دیگر مجو و منکہ علی بن عثمان الجلالی ام
سخنہائے دارم در دو پس عجیب و غریب ہر دم بجز معشوق خود یارے ندارم و بجز دیدار
او کاری نہ و مرا بجز نام او وردے نہ گاہ بر چہرۂ ماہ فریبش نظارہ میکنم و گاہ بر دو رخش
نگاہ می افگنم و گاہ خاکش را توتیائے چشم حقیقت بیں مینمایم و گاہ نقش پایش
را ہمچوں بدر می شناسم و گاہ بر عقد دندانش در جان نثار میگردانم و گاہ بر قد سرو
رفتارش فکر رائے فر وزانم ہمہ شبم در خواری غم عشق ہمہ روزم بمحنت و زاری و دل
را ہمچوں قربان وے کردم کہ مبذل شدم و جامۂ خود را چناں پارہ کردم کہ تمام برہنہ
شدم فقیرے ام بذنب حقیرے ام گنہگار کہ دل را در یاد خدائے تعالیٰ و رسول صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم باختہ و بجز عشق نساختہ و نہ پرداختہ و گاہ دنیا را مستراح میدانم

لہ پادشاہ بیای فارسی است و اینکہ در ہندوستان بیائی عربی شہرت دارد۔ ظاہراً از جہت اشتراہ جز اول است
از کلمۂ مذکور زبان ہندی کہ تبیع است و لفظ پادشاہ مرکب است از پادشاہ کہ لفظ پاد بمعنی تخت باشد چہ در اصل پات بود
تائی فوقانی را بدال بدل کردند و این لفظ بمعنی پاسبانی و پائیدن نیز آمدہ و لفظ شاہ بمعنی خداوند است ا۔ برہان و جہانگیری و
چراغ ہدایت و رشیدی ۱۲ سے زواہر بفتح اول و کسر ہا بمعنی روشن ہا و بلند ہا جمع زاہرہ ۱۲ سے انباز بالفتح شریک ۱۲ سے
نقل است کہ وقتیکہ خواجہ معین الدین چشتی رہ بعد حصول مقاصد و عطائے خلعت قطبیت ہند از مزار گوہر بار شیخ رخصت یافت وقت
روانگی رو برگ مرقد مقدس استادہ این شعر بخواند شعر ۔ گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ٭ ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما ۱۲

۴ از آغاز تا تمام بیای مخدوم گنج بخش ہجویری مشہور شد وفات آں جامع الکمالات بقول صاحب سفینۃ الاولیا در سال چار صد و
شصت و چار یا شصت و شش است و صاحب نفحات الانس و اخبار الاصفیا با قوال معتبر سال وفات وی سن چار صد و شصت و چار

میدانم وگاه این سراے را جاے راح میشناسم وگاه بر آسمان می نشینم وگاه بر زمین می
مانم خود را خاک کرده ام. ای طالب من بیدل مشو در یاد حق خویش را بگذران و خود را
در سختی دار و محنت بر خود بنه تا مرد شوی تجرید چیزے است بی بها و قماشے[1] است
بی قیمت باید که در حضوری مرشد در هر وقت و هر آن باید داشت سر را هر جا رفته درود
باید خواند که دعاے او خواهد شد و بر سر یتیمان دست باید نهاد که چیزے خوب است و
فرض[2] است و نماز با جماعت باید گزارنید و وضو از دل باید ساخت بیت و اشعار بسیار
گفته ام دیوانے گفتم بسیار مطبوع و پسندیده و از نظر خود گزینان بر آمده این غزل
همدران درج کرده ام. غزل

شوق تو در روز و شب دارم ولا　　عشق تو دارم بہ پنہان و ملا
جان خواهم داد من در کوئے تو　　گر مرا آزار آید یا بلا
عشق تو دارم میان جان و دل　　میدهم از عشق تو هر سو صلا[3]
یا خداوندا رقیبان را بکش　　یا مرا در یاد کن مست هلا
جام من دار و شراب یار خود　　مهربان کن بر من و هستم مبتلا
اے چسا کز تو اگر خواهم لقا　　گر تو آری و نکن هرگز تولا
ای علی نو فرخی در شهر و کوئے　　ده ز عشق خویشتن هر سو صلا

بعد ازیں میگویم که صفت خدا هر دم باید گفت که جزا و مستظهر ما کسی نیست و مغیث
ما بجز او نه اے طالب من با و تو مردے غریبم دعا کن یا خدایتعالی بر ما کرم کن و ما را
ذوق یاد خود و من مردے ام بیچاره آواره پنهان چه آشکاره میکنم نام معشوق را
هر دم شما را. اے طالب من بسیار تماشا دنیا کرده ام اولاد از حق نیک بطلب و اگر
قوت تجرید داری و میدانی که سلامت خواهم ماند زن مکن که بلائے است

[1] قماش بالضم رخت و اسباب و جامهٔ ابریشمی و متاع خانه و بمعنے جوهر صفت نیز آمده از منتخب و کشف و صراح و مؤید و لطائف ۱۲ اغ [2] فرض آنست که بدلیل قطعی که دران هیچ شبه نبود ثابت شده باشد آنکه حق تعالی چنان حکم فرموده بنص قرآن یا حدیث متواتر یا جماع امت پس اگر فرضیت آن نزد همه مجتهدین باشد منکر او کافر است واگر نزد بعضے منکر آن فاسق است و بهر تقدیر از ناکردن آن چیزے که فرض است آن چیز فاسد گردد جائز نباشد در دنیا و عذاب در دوزخ شود در عقبی قطعاً و یقیناً مگر حق تعالی تجاوز کند بکرم خویش ۱۲ مفتاح الصلوٰة

[3] صلا بالفتح آواز دادن براے طعام خورانیدن یا چیزے دادن و بکسر بمعنے بریان از مدار و لطائف و منتخب و در صراح نوشته که صلا بالفتح آوازه کردن بسوی کسی براے دادن چیزے خواه طعام باشد خواه غیر آن مگر در کتب معتبره عربیه بدین معنے دیده نشد ۱۲ اغ

اللهم اغفر لكاتبه ولاخوانه ولوالديه اجمعين

عظیم[1] و عذابے[2] اشت الیم[3] در لاہور دیدم و بگوش خود شنیدم کہ مردے بود تاجر و سوداگر
کریم اللہ نام مال و منال[4] چنداں در خانہ اش بود کہ زر رش درمیان کف مانند غلہ بود
در خانۂ او پسرے تولد شد امام بخش نام او نہادند در ہمارہ زمال او در راہ دزداں
بردند خبر آمد پروا نداشت دیگر روز بتر ازیں آمد و خبرے بد آمد غرض کہ مال منال
او در چند سال خراب گشت از خانہ بدر گشت و آوارہ شد و در پس رشد چیزے
بدست نیامد پسرش را پیش معلمے نشانید بد ریش او را دست کرد او جواب داد
خراب و آوارہ گشتہ تا بحدیکہ زن آں سوداگر آسیا را بر دوش گرفتہ در بازار برائے
فروختن رفت در رو چہار دینار بدشت آورد و دشمن شوہر شد و پسرش کونی گشت
آنمرد سوداگر درمیان مفلسی و غریبی و مسافری جان داد و پسرش در چنیں حالت.
مُرد و زنش بدیں طور در بے مروتی جان داد۔ غرض کہ دنیا جائے شادمانی نیست
سراسر درد است اگر آں مرد درمیان گوشہ و عزلت نشستے خراب نشدے لیکن
تقدیر باری بریں بود ہر چہ خواہد کند طاقت نفس زدن نیست او خداوند است
و ما بندہ او۔ یا خداوندا بر عاجزی علی رحمت آر و طفیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
علی را بخش و رحم کن کہ عاجز است و بیکس یار خود کسی را ندارد و بجز تو نخواہد
و بجز نام تو روئے ندارد و بجز غربت کسے ندارد الٰہی بر بیکسیم رحم کن۔ تو رحیم
ہستی و حلیم[5] ہستی و شفیق در بحر گناہاں ملوث[5] ام تو بر من بخشش کن خداوندا
مرا جنت دہ کہ تا من دراں شاد باشم و بجز تو نخواہم و بجز تو ندارم اے
طالب طالب حق شو و از رنج مترس۔ فقیری[6] مشکل اشت علم[7] بخواں علم[8]
بیاموز و عمل بکن والدین را ہمچوں قبلہ بیشک بداں کہ بمنزل خواہی رسید۔

---

[1] الفرق بین العظیم والکبیر ان العظیم یقابل الحقیر والکبیر یقابل الصغیر فکان العظیم فوق الکبیر یستعملان فی الجثۃ ای الاعیان والاحداث ای المعانی جمیعاً تقول رجل عظیم وکبیر ترید جثتہ او خطرہ ای قدرہ ۱۲ تفسیر مدارک [2] العذاب مثل النکال بناء و معنے لانک تقول اعذب عن الشیٔ اذا امسک عنہ کما تقول عنہ ۱۲ مدارک [3] الیم فعیل بمعنے فعل ای مولم ۱۲ مدارک [4] منال بفتح میم یا نفتن چیزی و محل حصول شیٔ۔ چنانکہ اراضی ملک و جاگیر و باغ و مزرعہ و دکان کہ ایں ہمہ محل حصول مالی و زر ہستند [5] ملوث بضم میم و فتح لام و تشدید واو مفتوحہ و ثائے مثلثہ آلودہ ۱۲ غ [6] فقیر درویش کہ قوت کفاف چند روزہ عیال داشتہ باشد [7] علم بفتحتین رایت و نشان لشکر و بمعنے کوہ چوں دریں ہر دو صنع و سطوح یافتہ میشود لہذا مجازاً بمعنے مشہور و معروف مستعمل میگردد و بمعنے نقش جامہ و بمعنے اسم خاص نقش واحد بمعنے نامیکہ مرد یا زن وغیرہ بداں معروف باشد چنانکہ زید و زینب و بکر و جیحون و جا ہیکہ در لعب بلامی باشد و بالکسر آگاہ شدن و دانستن و دانش ۱۲ [8] حلم بکسر آہستگی ۱۲ غ

وترا صدر خواہد بدست آید کرم حق تعالیٰ شامل حال تو خواہد شد جل جلالہٗ را ہر دم وصف و صفت بکن کہ آں حکیم و علیم است یا آلہی عیب مرا بپوش و مرا خذلان[1] مدہ۔ ای طالب من ہر روز برائے دیدار یار میروم۔ لیکن گاہے گاہے بنظر من آں ماہ خنداں می آید دیوان را بدیں حالت گفتہ بودم وقتی لہ روئے یار دیدمے غزل از دہانم بفکر بر آمدے در آں فکرے نکردہ ام۔ من عاجزم پر تقصیر و حقیر اے بصیر بر من رحم بکن کہ من بی تدبیر ہستم۔ تو قادر ہستی یا آلہی کارساز بی انباز وحدہٗ[2]۔ وحدہٗ۔ وحدہٗ۔ لا شریک لہٗ لا شریک لہٗ لا شریک لہٗ

ای طالب من ہر چہ خدائیتعالیٰ عنایت کند بر آں راضی باش اگر بیاباں بخشد۔ داراں باش و اگر آبادی بخشد بر آں باش و اگر در وطن دہد دراں باش۔ و اگر بی وطنی دہد بر آں شو۔ ہر چہ خدائیتعالیٰ بخشش کند بر آں شو اگر گلیم دہد بپوش و اگر قاقم[3] دہد مینداز و اگر خر دہد سوار شو و اگر اسپ دہد از خود دور بکن ہر چہ دہد بگیر و ہر چہ ندہد بر آں صبر کن تا مرد راہ شوی و تا بحق برسی صبر عجب چیزے است در خبر آمدہ اَلصَّبْرُ مِفْتَاحُ الْفَرَجِ صبر کلید خوشی است صبر گزیں و مرد راہ شو کہ ایزد تعالیٰ بر تو کرم خواہد کرد و ترا خواہد آمرزید ای قاری اگر کتاب من خوانی مرا دعائے خیر بکنی رخصت میشوم الوداع میگویم و سپردتو بحق جل جلالہٗ وعم نوالہٗ و اعلیٰ صفاتہٗ میکنم تا خورسند باشی و ترا می باید از گفتہ من رنجی نکنی و غصہ مکنی کہ من راست گفتہ ام۔ ع

بر رسولاں بلاغ باشد و بس ٭

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ترا باید کہ عمل کنی و مرا دعا کن ای خدائے برحق ما جل جلالہٗ وعم نوالہٗ کتاب مرا منور کن و مرا بنواز و گناہاں مرا بیامرز کہ ہر چہ ہستی تو ہستی ؎

مکن ای علی بیش ازیں گفتگوئے		کہ مرد خدائی و پاکیزہ خوئے

---

[1] خذلان بکسر خا و سکون ذال معجمہ بے برگی و فرو گذاشتن و باز ماندن ۱۲ ؎ [2] در حالی کہ یگانہ است نیست ہیچ شریک مر او را ۱۲ مولوی محمد حسین ۱۲ [3] قاقم بضم قاف دم جانورے رست کہ پوشش بغایت سپید و ملائم باشد و از آں پوستیں می سازند ٭ تنبیہ ہسہ فروختن کتب اہل ہنود کہ دراں طریقہ پرستش بتاں باشد خوف کفر است حافظ ابن القیم در زاد المعاد نوشتہ کہ فروختن کتابی دراں شرک باشد بدتر است از صنام و ضرر آں زیادہ تر است از ضرر اصنام و منفعت آں نقص ایمان است ۱۲ واللہ اعلم بالصواب۔

اللھم اغفر لکاتبہ ولوالدیہ

ہر آنچہ تو داری ثواب و عذاب خداوند آنرا ہمہ بالصواب ❊

تمت

شجرۂ طیبہ شیخ علی ہجویریؒ این است

علی ہجویری آں پیر ولایت
زدستِ شیخ بو الفضل ہدایت
ابو الفضل از علی حصری گرفتہ
بدست خدمت اسرار نہفتہ
علی حصری بوے اسرار کلی
رسید از خدمتِ بو بکر شبلی
بشبلی از جنید آمد عطائے
کہ در عالم شدہ او رہنمائے
جنید از سرّی وسقطی بپوشید
لباس پارسائی راچہ خوش دید
سرّی سقطی از معروف خرقہ
بہ بر پوشید و شد والی فرقہ
شدہ معروف از داؤد طائی
چراغ خانقاہ پارسائی
بداؤد از حبیب آں فتحیاب است
حبیب آں کز حسن او کامیاب است

حسن بصری مرید مرتضےٰؓ بود
علی را پیر کامل مصطفےٰؐ بود

تمام شد

دُعا

اے خدائے من بحقِ مصطفےٰ
از طفیلِ حرمتِ آلِ عبا
روزِ محشر دار با آلِ رسولؐ
از طفیلِ مقبلاں گرداں قبول
الٰہی بحقِ بنی فاطمہؓ
کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول
من و دست و دامانِ آلِ رسول

الٰہی بحقِ محمدؐ رسولؐ
دُعا مجھ گنہگار کی کر قبول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مختصر حالاتِ زندگی

حضرت
داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اسم شریف ولدیت وطن

آپ کا اسم شریف علی تھا۔ اور والد صاحب کا نام عثمان تھا غزنی کے رہنے والے تھے۔ ہجویر اور جلاب اسی غزنی کے دو محلہ تھے جن سے کہ آپ منسوب کیے جاتے تھے ؞

ولادت

آپ غزنی ہی میں پیدا ہوئے۔ سنہ ولادت کوئی متعین نہیں کیا گیا۔ مگر یہ قیاس صحیح ہے کہ آپ سنہ ۴۰۰ھ یا سنہ ۴۰۱ھ میں ہستی عدم سے دنیائے ہستی میں تشریف لائے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب غازی محمود غزنوی ہندوستان پر ساتواں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا ؞

مذہب

آپ اہل سُنت و الجماعت تھے اور مسائل فقہ میں حضرت امام ابو حنیفہؒ کے مقلد تھے +

نسب

آپ سید حسینی تھے اور آپ کا سلسلہ نسب نو واسطوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم تک پہنچتا ہے +

مُرشد

آپ سلسلہ جنیدیہؒ سے تعلق رکھتے تھے اسی سلسلہ کے ایک شیخ کامل کے ہاتھ پر آپ بیعت تھے جن کا کہ نام ابو الفضل محمدؐ بن حسین الحنفی تھا۔ اس کا ثبوت آپ کی تصانیف سے مل سکتا ہے +

اساتذہ علم

آپنے علم کے حصول کی غرض سے دُور دُور سفر کیے کشف الاسرار میں آپنے خود ابو القاسم کو اپنا استاد بتایا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آپنے ابو سعید ابو الخیرؒ سے بھی حصول فیض کیا ہے +

شادی

آپکی دو شادیاں ہوئیں اور غالب خیال یہ ہے۔ کہ دونوں آپکے والدین ہی نے کی ہیں۔ کیونکہ آپ عورتوں سے قطعاً متنفر تھے۔ آپ کی پہلی شادی کے بعد جب دوسری شادی ہوئی تو آپ نے کہا۔ کہ خدا نے بارہ برس تک اس آفت سے محفوظ رکھا۔ مگر قسمت نے بالآخر پھر اس میں لا پھنسایا +

دونوں شادیوں میں وقفہ

حضرت داتا صاحبؒ کے مندرجہ بالا انشا سے یہ بات عیاں ہے کہ آپنے پہلی زوجہ محترمہ کے انتقال کے بعد بارہ برس گذرنے پر دوسرا نکاح کیا۔ اس سے دونوں شادیوں میں بارہ برس کا وقفہ گذرا۔ خدا نے ایسا کیا کہ اس دوسری بیوی کا بھی ایک سال کے بعد انتقال ہو گیا +

سیر و سیاحت

آپ نے باطنی اور ظاہری کمالات حاصل کرنے کی غرض سے بہت ہی دشوار گذار راستوں کو طے کر کے دُور دُور کے سفر اختیار کیے۔ چنانچہ اس مقصد کے لیئے خراسان ماوراء النہر مرو۔ اور آذربائیجان تک سفر کیئے ✢

تصانیف

آپ کثیر التصانیف تھے۔ آپ کی تصنیفات فن تصوف میں عجیب و غریب ہیں آپ کا ایک دیوان تھا۔ جو کہ آپ کی زندگی ہی میں کسی نے چرا لیا۔ اور اس کو اپنے نام سے منسوب کر دیا۔ علاوہ ازیں منہاج الدین اسرار البحر ق والمومنات۔ کشف المحجوب الرعایت بحقوق اللہ۔ کشف الاسرار۔ البیان اہل العیان وغیرہ آپ کی معرکتہ الآرا تصانیف ہیں۔ جن میں بعض کتابیں طبع ہو چکیں ہیں اور ان کے تراجم بھی ملک فضل الدین۔ چنن الدین صاحبان مالک قومی کتب خانہ جیسے اولیاء کرام سے محبت کرنے والوں صاحبوں نے کرا دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کو اس شغل میں اور انہماک دے آمین! ✢

بعض کتابیں بالکل مفقود ہو چکی ہیں۔

شاعری

اس فن میں آپ کسی کے شاگرد نہ تھے۔ بلکہ ایک خداداد ذہانت اور تائید خداوندی تھی۔ جو آپ سے شعر کہلواتی تھی دیوان کے چوری ہو جانے سے آپ کا شاعرانہ کلام بالکل مفقود ہو گیا۔ کچھ اشعار کشف الاسرار کے آخر میں ہیں تا ناظرین اُن کو ملاحظہ فرما کر آپکے مذاق سلیم اور ذہانت کی داد دیں۔ وہ اشعار کشف الاسرار میں ملاحظہ فرما دیں ✢

لاہور آنا

جب آپ کامل ہو گئے تو آپکے مرشد نے فرمایا کہ اے علی! اب تم لاہور جاؤ تا کہ باشندگان لاہور تم سے استفاضہ کریں۔ آپنے فرمایا بھی کہ وہاں میرے پیر بھائی

حسین زنجانی ہیں۔ میری کیا ضرورت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ حیل و حجت کی ضرورت نہیں چلے جاؤ۔ آپ نے مرشد کے حکم کو بسر وچشم کہہ کے عازم ہو گئے۔

رفیقان سفر

بعض کہتے ہیں کہ آپ سلطان مسعود غزنوی کے ہمراہ لاہور تشریف لائے۔ یہ کچھ صحیح معلوم نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ چند دیگر بزرگان دین کے ہمراہ تشریف لائے۔ جن کی ہمراہی میں آپ نے لاہور کو تقدس بخشا۔ وہ ابو سعید ہجویری جو آپ کے ہموطن تھے اور دوسرے خواجہ احمد سرخسی تھے۔

یہ دونوں کہاں دفن کیئے گئے

حضرت داتا صاحب کے روضۂ اقدس کے باہر داہنے اور بائیں طرف دو چھوٹی چھوٹی قبریں ہیں کہا جاتا ہے کہ دونوں قبریں ابو سعید ہجویری اور خواجہ احمد سرخسی ہی کی ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

راز کھل گیا

جب آپ لاہور پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ لوگ شہر سے ایک جنازہ لے کر آرہے ہیں۔ آپ نے جاتے ہی پوچھا کہ کیوں صاحبو! یہ جنازہ کس کا ہے! انہوں نے کہا کہ حسین زنجانی رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ ہے آپ مبہوت ہو کر رہ گئے! اور سوچنے لگے کہ مرشد نے مجھے اسی واسطے بھیجا ہے۔ کہ اب ان کا وقت ختم ہو چکا ہے لہذا اب میں ان کی جگہ کام کروں۔

حسین زنجانی

حسین زنجانی کا مزار موضع کھوئی میراں میں ہے۔ یہ موضع لاہور سے بہت ہی قریب فاصلہ پر ہے۔

داتا صاحبؒ نے لاہور آکر سب سے پہلے کیا کام کیا

آپ نے لاہور آکر سب سے پہلا کام یہ کیا۔ کہ آپ نے ایک مسجد تعمیر کرائی۔ اس کی

تعمیر کرنے میں مزدوروں کے ساتھ برابر شریک شغل رہے۔ اس کی تعمیر آپ نے اپنی رقم سے کرائی +

اظہار کرامت

جب مسجد بن رہی تھی تو اہل شہر یہ کہنے لگے کہ قبلہ زیادہ ٹیڑھا ہے۔ آپنے یہ اعتراض سن کر کچھ نہیں کہا۔ جب مسجد بن چکی۔ تو آپنے ان لوگوں کو بلایا۔ اور انکو اپنی امامت میں نماز پڑھائی۔ جب نماز پڑھ چکے۔ تو آپنے فرمایا کہ دیکھو ہماری مسجد کا قبلہ درست ہے یا نہیں؟ یہ کہتے ہی جملہ حاضرین کے سامنے بیت اللہ کی عمارت آگئی۔ جسے دیکھکر سب دم بخود ہو گئے! اور کہنے لگے کہ ہاں اس میں کوئی کجی وغیرہ نہیں۔ بالکل درست ہے۔ یہ کرامت لاہور کیا بلکہ پنجاب میں سبب شہرت بن گئی +

سب سے پہلے کون شخص آپکے ہاتھ پر مسلمان ہوا

آپ بہت ہی رحم دل اور نہایت ہی با اخلاق بزرگ تھے۔ آپنے ہندوستان میں ہزاروں کافروں کو دولت اسلام سے مالا مال کیا۔ چنانچہ سب سے پہلا جو شخص آپکے ہاتھ پر ایمان لایا۔ وہ رائے راجو نامی نائب سلطنت پنجاب تھا۔ چونکہ یہ شخص ہندوستان میں سب سے پہلا وہ شخص ہے جو آپکے دست حق پر دولت اسلام سے مشرف ہوا۔ اس لئے بطور یادگار آپنے اس کا نام "شیخ ہندی" رکھا +

موجودہ مجاور و خدام جن کا کہ تعلق آپکے روضہ مبارک سے ہے۔ اس شیخ ہندی کی نسل میں سے ہیں +

لباس

آپکا لباس کوئی خاص نہ تھا۔ دنیا طلب فقیروں کی طرح نہ پشم ہی تھی اور نہ امراء کی طرح پر تکلف کپڑے جو آپ کو مل گیا۔ پہن لیا۔ مگر بالعموم آپ ایک سخت گدڑی زیب تن فرمایا کرتے تھے +

آپکی درس گاہ

آپ نے لاہور میں بچوں کو تعلیم دینا بھی شروع کر دیا۔ مگر اس وجہ سے کہ اس کام میں حکمرانی کی بو آتی ہے۔ اسے بھی ترک کر دیا +

آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے

آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خواب میں زیارت کی۔ آپ نے حضور کو دیکھ کر عرض کیا کہ یا حضرت کچھ فرمائیے حضور نے جواب میں فرمایا کہ اپنے حواس کو خدا تعالیٰ کے عشق میں مقید کرو۔ اس لئے کہ حواس کا مقید کرنا مجاہدہ کامل ہے! اور جملہ قسم کی آلات و علوم ان ہی حواس کی یکجائی سے حاصل ہوتے ہیں +

سماع اور اس سے توبہ

آپ ابتداً اس کے قائل تھے اور فرماتے تھے کہ جو اس کا اہل ہے اس کے لئے جائز ہے! اور نا اہل کے لئے ناجائز۔ بعد کو جب آپ نے یہ دیکھا۔ کہ یہ سماع عام ہو گیا ہے۔ ہر کس و ناکس اہل نا اہل اس میں کافی حصہ لینے لگا۔ تو جب سے آپ نے سننا چھوڑ دیا۔ اور آپ نے یہ کہدیا۔ کہ میرا وہی دوست ہے کہ جو سماع سے دور رہے! اور اس کے بعد آپ نے توبہ کی اور دم وصال تک کبھی اس کے قریب نہ گئے +

داتا گنج بخش

آپ کو داتا گنج بخش اسی لئے کہتے ہیں کہ آپ کا فیض بہت ہی عام تھا۔ اور اکابرین میں سے سب سے پہلے حضرت معین الدین اجمیریؒ نے اس وقت کہا۔ جبکہ آپ حضرت داتا صاحبؒ کے اعتکاف سے فارغ ہو کر تشریف لئے جا رہے تھے! اور آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یہ شعر حضرت معین الدین اجمیریؒ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے نکلا

تھا کہ ہر کر و مہ کی زبان پر آگیا +

وفات

آپ کے سن وفات میں بہت اختلاف ہے مگر اقرب الی القیاس ۴۶۵ھ ہے چنانچہ جس قدر آپ کی تاریخہائے وفات کہی گئی ہیں اُن سے ۴۶۵ھ نکلتا ہے اگر مان لیا جائے۔ تو اس سے اس بات کا پتہ چلتا ہے۔ کہ آپ نے ۶۵ برس کی عمر میں وفات پائی +

شعراء نے بہت سی تاریخیں کہی ہیں

یہاں نمونتاً تحریر کی جاتی ہے جس کے ایک مصرعہ سے تین تین تاریخیں نکلتی ہیں +

وھو ھذا

شیخ عالی علی ہجویری — بود مخدوم ہر صغار و کبار
ہست۔ سردار۔ زیور لاہور — طرفہ تاریخ وصل آں سردار
۴۶۵ھ ۴۶۵ھ ۴۶۵ھ

بادشاہ و سلاطین آتے رہے

آپ کی وفات کے بعد جو جو سلاطین ہوتے رہے وہ آپ کے مزار اور خانقاہ پر برابر حاضری دیتے رہے +

سلطان ابراہیم اور تعمیر مزار

سلطان ابراہیم غزنوی جب لاہور آیا۔ تو اس نے حکم دیا کہ جس درجہ کے یہ جلیل القدر بزرگ ہیں اسی درجہ کا ان کا مزار بنایا جائے۔ چنانچہ نہایت اہتمام سے آپ کا مزار تعمیر کیا گیا +

اس کے بعد جو جو بادشاہ ہندوستان آئے وہ مزار پر حاضری دیتے اور مزار کے متعلق معافی لکھتے اور نذریں چڑھاتے تھے۔ ہندوستان میں غالباً ایسا کوئی دوسرا آستانہ نہیں جس پر اس قدر بادشاہوں نے حاضری دی ہو +

قرآن شریف

آپکے مزار کے متعلقات میں سے وہ قرآن شریف بھی ہیں کہ جو بڑے بڑے سلاطین نے خود لکھکر یا دُوسرے سے لکھا کر بطور نذر کے رکھ دیئے یہ قرآن قابل زیارت ہیں +

حجرہ اعتکاف حضرت معین الدین اجمیریؒ

روضۂ اقدس سے گز ڈیڑھ گز فاصلہ پر وہ حجرہ ہے کہ جس میں سلطان الہند حضرت معین الدین اجمیریؒ چلہ کش رہے۔ اس کا گنبد اکبر بادشاہ نے تعمیر کرایا تھا۔

میلے اور عرس

دیگر آستانوں کی طرح یہاں بھی یہ رسم ہے کہ ہر سال ۲۰ صفر کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ معتقدین بڑی دُور دُور سے کھنچے آتے ہیں +

یہاں پر مناسب سمجھتا ہوں کہ بطور تبرک چند ایک نظمیں اردو، فارسی عاشقان حضرت مخدوم داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلچسپی کے لئے درج کروں۔ تاکہ ناظرین ان کے مطالعہ سے بہرہ اندوز ہوں۔ وہو ہذا

سلام فارسی

بحضور فیض گنجور سر آمد اولیائے کبار زبدۂ اخیار وابرار حضرت مخدوم علی ہجویری ملقب بہ داتا گنج بخش لاہوری بتضمین شعر حضرت خواجہ معین الدین الحسن السنجری ثم اجمیری چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔

السّلام اے آفتاب خاندانِ مصطفےٰ ۔۔۔ السّلام اے سرو بستان محمدؐ مجتبےٰ

السّلام اے نور چشمان علیؑ مرتضےٰ ۔۔۔ السّلام اے فخر فرزندان امام باصفا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا

ناقصان را پیر کامل کاملان را رہنما

السّلام اے قدوۂ درگاہِ ربِّ ذوالجلال ۔۔۔ صد سلامت یا علیؑ یا مظہر شان جمال

السلام اے طائر صدرہ نشین خوش مقال　　السلام اے صاحب فضل و کمال ایزال

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے ساقیٔ صہبائے نور معرفت　　السلام اے قاسم لطف و سرور معرفت
السلام اے شرح فرمائے ظہور معرفت　　السلام اے گوہر پاک بحور معرفت

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے غازی میدان زہد و اتقا　　السلام اے کشتۂ شمشیر عشق جانفزا
السلام اے پہلوان عرصۂ فقر و غنا　　السلام اے تاجدار و فاتح ملک ولا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے نغمہ خوان قل ھو اللہ احد　　السلام اے صدر بزم عشق اللہ الصمد
السلام اے ماہر تجرید و تفرید ابد　　السلام اے محو لم یولد قتیل لم یلد

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے مہبط فیض حقیقت السلام　　السلام اے سرمہ چشم بصیرت السلام
السلام اے رہبر ملک طریقت السلام　　السلام اے حافظ داب شریعت السلام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے مرجع و امید گاہ شیخ و شاب　　السلام اے بادشاہ اولیائے پنج آب
السلام اے سرگروہ صوفیا عالیجناب　　السلام اے گنج بخش بے شمار و بیحساب

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السلام اے چارۂ بے چارگان بے نوا　　السلام اے مرہم جاں بخش زخم جانگزا
السلام اے ہر مرض را خاک تو دار الشفا　　السلام اے وجہ تسکین دل ہر مبتلا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السّلام اے حامیٔ درماندگانِ ناتواں
السّلام اے اوج بخش در حضیض افتادگاں
السّلام اے قاطع بدعات و کفران جہاں
السّلام اے ہادی پیراں دلیل طالباں
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السّلام اے روئے زیبائت جواب صد بہشت
السّلام اے فیضیاب درگہت ہر خوب و زشت
نقشبندی قادری و سہروردی در سرشت
ہمزبان در راہ حقت ہمچو معین الدین چشت
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

السّلام اے حضرت مخدوم عالم السّلام
جز سلامت نیست دیگر یک کمالم السّلام
نفس و شیطانند ہر دم در زوالم السّلام
کن برایں اعدائے دیں قہر و زحالم السّلام
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

مسدّس بزبان اردو

ہیں ترے در پر سلامی ہو رہے باصد ولا
ہندی و سندھی و کشمیری و افغانی شہا
جو کوئی آتا ہے لیجاتا ہے اپنا مدعا
کیوں نہ پھر نکلے ہر اک کے منہ سے یہ سچی صدا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

چشتیوں کو فخر تجھ سے قادری تجھ پر فدا
نقشبندی تجھ پہ نازاں سہروردی جبہ سا
صابری ہو یا نظامی یا سلیمانی گدا
صدق دل سے ہی ہر اک قائل ترے اوصاف کا
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

کس قدر ہے روضۂ انور ترا معمور نور
رحمت و برکت کا ہر دم جس پہ ہوتا ہے ظہور
ہے صلوٰۃ و صوم پر درود و وظائف کا وفور
ہر گھڑی قرآن خوانی ذوق افطار و سحور
گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آفتاب فیض ہے تو فقر کا مہر منیر
صاحب تاج کرامت ملک معنی کا امیر

طالبوں کا قبلہ جان عارفوں کا زندہ پیر ٭ نامرادوں کی مراد اور بیکسوں کا دستگیر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ہیں تصانیف معلیٰ گنج گوہر لا کلام   کشف محجوب اور کشف اسرار ہی جیسے دوام
علم خود نازاں ہے گا جن کی ہستی پر مدام   راز دار فقر جن سے ہو رہے ہیں خاص و عام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

غزنی و ہجویر تھا گر مفتخر تجھ سے مدام   کر دیا پنجاب کو بھی تو نے مشہور انام
زیور لاہور ہے درگاہ جنت احتشام   تیرا خطبہ پڑھ رہا ہے ملک سارا صبح و شام

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

فخر ہو مجھ کو نہ کیوں اس عزت احضار پر   جبکہ ہو نازاں ہر اک سائل تیری سرکار پر
جان و دل قربان ہے شاہا تیرے دربار پر   ہر سلامی صدق سے قائل ہے اس اقرار پر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

ہوں ترے در کا سلامی میں بھی اے شاہ شہاں   میری حالت مو بمو ہے آپ پر ساری عیاں
کب تلک یہ دل رہیگا نامراد و نیم جاں   کیجئے چارہ کہ تم ہو چارۂ بیچارگاں

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

گنج بخشی آپ کی آفاق میں مشہور ہے   دل دہی خستہ دلوں کی آپ کا دستور ہے
نرغۂ اعدا میں یہ قلب حزیں محصور ہے   یا علی امداد کیجے منتظر مہجور ہے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یا علی مخدوم ہجویری! نگاہ التفات   کشت دل کے واسطے ہی ابر رحمت تیری ذات
شرم اس فیروز عاصی کی ہے شاہا تیرے ہاتھ   بند عصیان و غم دنیا سے دیدیجے نجات

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

جب تلک باقی الٰہی! اثر نور و نار ہو
گنج بخش دین و دنیا آپ کا دربار ہو
قبلہ حالات عالم آپ کی سرکار ہو
زائروں کو دمبدم اس شعر کا تکرار ہو

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

دیگر

رونق لاہور ہستی آفتاب پر ضیا
عاشق شیدا علی مشتاق محبوب خدا
اے مرے حامی مشکل اے مرے حاجت روا
آستانے پر ترے جھکتے ہیں سب شاہ و گدا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آپ محتاجوں کے والی دردمندوں کی دوا
بیکسوں کے آپ وارث اے ولی شان خدا
مشکلیں حل ہوتی ہیں دربار عالی سے سدا
جاری دریا ہے سخاوت کا تری شاہنشا

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

محسن عالم ہو تم حاجت روا ہر کام کے
واقف از نہاں آغاز اور انجام کے
سائل آتے ہیں یہاں بغداد و روم و شام کے
صدقے اس دربار کے قربان ہیں اس نام کے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

آپ کو سید حسن اور شاہ نظام الدین بھی
خواجہ قطب الدین بھی خواجہ معین الدین بھی
یہ بھی تو چاروں کے چاروں اور یہاں دو تین بھی
کہہ رہے ہیں صاحب ارشاد اور تلقین بھی

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

یہ مجھے معلوم حضرت آپ ہیں ہجویر کے
خاک رہ پر سینکڑوں نقش قدم ہر شیر کے
اے ولی لائی یہاں تیری ہدایت گھیر کے
صاحب لطف و کرم ہو خواجۂ اجمیر کے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

جھومتے عابد ہیں سب اسم شہ لولاک پر
وجد میں صوفی ہیں ہے دھوم عرس کی افلاک پر

لوٹتے پھرتے ہیں مجذوب آج فرش خاک پر　　کہہ رہے سالک ہیں یہ مل کر مزار پاک پر

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

دست بستہ شوق کی اب التجا ہی آپ سے　　دُور بیماری ہو اتنا مدعا ہے آپ سے
تنگ آ کر عرض یہ کرنا پڑا ہے آپ سے　　آپ اولادِ علیؓ ہیں کہدیا ہے آپ سے

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا
ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

میرے دردِ عشق کی کیجئے دوا یا گنج بخشؒ

دل ترا ہے مہبط نور خدا یا گنج بخش　　در ترا ہے مخزن جود و سخا یا گنج بخش
تیرے انوار ولایت سے جہاں ہے جلوہ زار　　ہے چراغ معرفت تیری ضیا یا گنج بخش
قلزمِ فیض و کرامت آپ کا ہے موج زن　　تشنہ ساحل پہ ہے سائل ترا یا گنج بخش
تیرے بُستانِ ولایت کی شمیم جانفزا　　ناز کرتی ہے سر دوش صبا یا گنج بخش
مَیں سمجھتا ہوں اُسے موج نسیم خلد ہے　　تیرے کوچے کی جو آتی ہی ہوا یا گنج بخش
مَیں سمجھتا ہوں مسیحائے محبت آپ کو　　میرے دردِ عشق کی کیجے دوا یا گنج بخش

کیجئے گنج ولایت سے مجھے بھی مستفیض
تاجؔ کو اج تاج ہی کیجے عطا یا گنج بخش

دیگر

یا جناب مصطفےٰ سلطانِ دو انا گنج بخش　　یا محمدؐ بادشاہِ دین و دنیا گنج بخش
میرے صاحب میرے مالک میرے آقا گنج بخش　　میرے حضرت میرے والی میرے مولا گنج بخش
مانگنے کے واسطے آیا ہے در پر آپ کے　　یہ فقیر بینوا عاجز گدا یا گنج بخش
خیر بخشوا اپنے گنجینے سے یا خیر الورا　　خالق اکبر نے ہے تم کو بنایا گنج بخش
آپ کے در کے گدائی ہیں پادشاہانِ جہاں　　نام ہے مشہور دنیا میں تمہارا گنج بخش
گنج علم و گنج عرفاں، گنج سیم و گنج زر　　بخشوا اس دریوزہ گر کو میرے دا تا گنج بخش

کر دیا گنجینہ دارِ معرفت حق نے تجھے
اور دیا علمِ حقیقت کا سرا یا گنج بخش

کون آیا ہے سخی دنیا میں ثانی آپ کا
اور ہوا ہے کون اس رتبہ کا پیدا گنج بخش

مانگنے آتا ہے جب کوئی گدا دربار پر
آپ دیتے ہیں اسے فی الفور سارا گنج بخش

آپ کا سائل کسی کا کس لئے محتاج ہو
کیونکہ اس نے کر لیا حاصل ہے تم سا گنج بخش

موتیوں کا گنج برساتے ہو بادل کی طرح
مفت دیتے ہو تمہیں مانندِ دریا گنج بخش

ایک گر مانگے کوئی دس اس کو کرتے ہو عطا
کون ایسا دوسرا دنیا میں ہوگا گنج بخش

گوشِ عالم نے سنا پہلے نہیں ایسا کوئی
اور نہ ایسا دیدۂ عالم نے دیکھا گنج بخش

گنج بخشِ معرفت مشہور جس کا نام ہے
شکر حق ایسا خدا نے ہم کو بخشا گنج بخش

ہے یقین اب سرورِ مفلس غنی ہو جائیگا
پا لیا ہے اس نے اب یثرب میں اپنا گنج بخش

فہم انساں سے ہے بالاتر مقامِ گنج بخش

گنجِ اسرارِ محبت ہے کلامِ گنج بخش
ہے کلیدِ مخزنِ انعام نامِ گنج بخش

سرنگوں ہوتے ہیں درگاہِ معلّٰی پر فلک
فہم انساں سے ہے بالاتر مقامِ گنج بخش

گر بھٹک جائیں تو پائیں منزلِ جذب و سلوک
وادیٔ الفت میں دیکھیں گر خرامِ گنج بخش

دل مرا ہو لذت اندوزِ خمستانِ حجاز
تشنہ کامی میں اگر حاصل ہو جامِ گنج بخش

بھول جائیں طائرانِ قدس پرواز فلک
جب کہیں حق سترہ مرغانِ بامِ گنج بخش

کھینچ لایا ہے مجھے جذبِ مقدر آپ ہی
مُبرِ حق بن ہے یہ اک مزپیامِ گنج بخش

بہرہ اندوزِ ولایت تاج کو اب کیجئے
تاجِ شاہی میں بنوں ہو کر غلامِ گنج بخش

تمام شد

التجا بحضور رحمۃ للعالمین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ[۱]

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

فرقت میں حالت ہے زبوں ہستی ہی مانند عدم — لِلّٰہ اب تو شاہِ دیں فرمائیے لطف و کرم

بے حس ہے جسم ناتواں آنکھوں میں اب باقی ہے نم — اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

قرباں ہو تجھ پر میری جاں اے قاصدِ عالی ہمم — یہ عرض کرنا یار سے تجھ کو میرے سر کی قسم

حد سے زیادہ ہو گیا فرقت کا مجھ پر بارِ غم — اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

اے پیکِ عالی منزلت اے قاصدِ نیکو شیم — اے نورِ چشمِ عاشقاں اے صاحبِ لا اہم

سازم سرِ خود را فدا بر خاکِ پایت دم بدم — اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمِ

بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَۃً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

اک اپنے انگلی سے بھلا شق القمر کس نے کیا — کس نے کہا ہے بدر حق ہے بدر میری برملا

تیرے سوا اے جانِ جاں ہے کون محبوبِ خدا — مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی[۲]

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمِ

اے مقتدائے اولیا اے پیشوائے انبیا — اے باعثِ تخلیقِ کُل اے موجبِ ارض و سما

ہے کس کی شانِ پاک میں لولاک خالق نے کہا — مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمِ

کس کے رخِ پرنور سے خورشید میں آئی ضیا — تنویر سے کس مہر کے بدر اتم روشن ہوا

ماہِ عرب مہرِ عجم اب کون ہے تیرے سوا — مَنْ وَجْهُهٗ شَمْسُ الضُّحٰی مَنْ خَدُّهٗ بَدْرُ الدُّجٰی

مَنْ ذَاتُهٗ نُوْرُ الْهُدٰی مَنْ کَفُّهٗ بَحْرُ الْهِمَمِ

---

[۱] جو پہنچے تو اے صبا کسی دن طرف زمین حرم (طیبہ) کے پہنچا دے سلام میرا اس روضہ اقدس پر جس میں نبی حرمت والے ہیں ۔ ۱۲

[۲] وہ نبی کہ چہرہ ان کا آفتاب ہے اور رخسار چودھویں رات کا چاند۔ وہ کہ ذات اُن کی نور ہدایت ہے۔ اور ہتھیلی ان کی دریا ہمتوں کی ۱۲

مضطرب ہے دل سیماب سا بے چین ہوں بے انتہا
جاری ہیں آنکھوں سے میری خونِ جگر صبح و مسا
کیا پوچھتے ہو ہمدمو حالت نہیں بتلاؤں کیا
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ ہِجْرِ الْمُصْطَفٰی[۱]

طُوْبٰی لِاَہْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

تیرِ غمِ فرقت نے اب سینہ مشبک کر دیا
قلبِ حزیں صد چاک ہے مانند شانہ کے مرا
روز اک نئی آفت میں ہوں ہیں دل کے ہاتھوں مبتلا
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ ہِجْرِ الْمُصْطَفٰی

طُوْبٰی لِاَہْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

بس اے مسیحائے زماں اب خواب میں ہوگی شفا
برعکس دکھلاتی ہے جب بنا اثر ہر اک دوا
اٹھ اے طبیبِ چارہ گر اس مرض کو سمجھا ہے کیا
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ ہِجْرِ الْمُصْطَفٰی

طُوْبٰی لِاَہْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

کل رہ میں عشقِ بینوا دوچار جب مجھ سے ہوا
پوچھا جو اُس سے کیوں ہوا یوں حال تیرا برملا
بس سسکیاں بھرتا ہوا اور رو کے یہ کہنے لگا
اَکْبَادُنَا مَجْرُوْحَةٌ مِنْ سَیْفِ ہِجْرِ الْمُصْطَفٰی

طُوْبٰی لِاَہْلِ بَلْدَۃٍ فِیْہَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمُ

(عشق)

صُورتِ گل اَپنی اُمّت کا گریباں چاک دیکھ

اے شفیع المذنبیں اے صاحبِ لولاک دیکھ
اُمّتِ عاصی کو وقفِ گردشِ افلاک دیکھ
اے علاجِ بیکساں وے چارۂ بیچارگاں
حسرت و اندوہ میں اسلام کو غمناک دیکھ
اے کہ تیرا نام ہے مرہم دلِ مجروح کا
صُورتِ گل اپنی اُمّت کا گریباں چاک دیکھ
ہو رہا ہے حشر برپا عالمِ اسلام میں
اِس قیامت کو خدا کے اے حبیبِ پاک دیکھ
تیری اُمت لوٹتی جس پر زمانے کی بہار
ہو گئی ہے کمتر از خار و خس و خاشاک دیکھ

اِک نظر ہو جائے اَے آقا ہمارے حال پر
ڈال دے پردہ ہماری شامتِ اعمال پر

[۱] جگر ہمارے زخمی ہو گئے تلوارِ جدائی محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔ کیا خوشی ہے اُن شہر والوں کے لئے جن میں وہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام باحشمت ہے ۱۲ +

اردو ترجمہ کتاب

روضۃ القیومیہ

مصنفہ

جناب صاحبزادۂ بزرگوار حضرت مولانا خواجہ کمال الدین بن شیخ محمد احسان معصومی مجددی رح

یہ کتاب مستطاب حضرت قیوم اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات میں ایسی جامع اور مکمل ہے کہ اسکی مثل اور کوئی کتاب نہیں کتاب ہٰذا کے چار حصے ہیں ہر حصہ میں ایک ایک قیوم کے حالات بہ تفصیل ذیل درج ہیں:۔

رکن اول } در احوال حضرت خزینۃ الرحمۃ محبوب سبحانی شہباز لامکانی امام ربانی مجدد الف ثانی قیوم اول رحمۃ اللہ علیہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات و واقعات سلطنت وغیرہ +

رکن دوم } در احوال حضرت عروۃ الوثقیٰ معصوم زمانی قیوم ثانی حضرت خواجہ محمد معصوم علیہ الرحمۃ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال قیومیت و مکاشفات و کرامات و حادثات زمانہ و واقعات سلطنت وغیرہ +

رکن سوم } در احوال حضرت امام حزب اللہ حجۃ اللہ قیوم ثالث خواجہ محمد نقشبند ثانی علیہ الرحمۃ مع احوال جملہ خاندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل ہر سال و مکاشفات و کرامات عالیہ مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ +

رکن چہارم } در احوال حضرت پیر دستگیر قیوم زمان خلیفۃ اللہ سلطان الاولیا قیوم رابع خواجہ محمد زبیر رحمہ اللہ مع احوال جملہ فرزندان و خلفائے آنجناب بہ تفصیل قیومیت ہر سال و مکاشفات و کرامات عالیہ مع واقعات و حادثات سلطنت وغیرہ +

اس کتاب گوہر نایاب کو بڑی تلاش اور تجسس کے بعد بہم پہنچا کر اردو ترجمہ کرا کے چھپوایا گیا ہے۔ امید ہے کہ عاشقان دربار مجددیہ اور دلدادگان سرکار معصومیہ و خاکبوسان حضرت حزب اللہ فدایان بارگاہ خلیفۃ اللہ اسے حرز جاں بنائینگے ٭ قیمت جلد اول ہر دو حصہ ۳؎ جلد دوم ہر دو حصہ ۳؎ ہر چہار حصہ مجلد ۷؎

اردو ترجمہ کتاب نفحات الانس

یہ بے نظیر کتاب حضرت مولانا عبد الرحمٰن جامی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کی اعلیٰ تصنیفات میں سے ہے۔ حضرت موصوف کی تصنیف کسی تعریف کی محتاج نہیں اس میں اکثر اولیا اور خاتون باصفا کا جو اولیا میں سے گذری ہیں ذکر ہے۔ بہت بڑی کتاب ہے نہایت خوشخط اعلیٰ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔

قیمت ۳؎

اطلاع:- جس کتاب پر ہماری مہر نہ ہوگی وہ مال مسروقہ ہوگا

عربی سے اردو ترجمہ کتاب

کتاب الشفا فی حقوق المصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے مناقب و محاسن میں یہ ایک بہت بڑی کتاب عربی میں تصنیف فرمائی تھی۔ اسکی خوبی اور عام مقبولیت احاطہ تحریر میں نہیں آسکتی کیونکہ ذات باری جس محبوب کی صفت و ثنا قرآن کریم میں فرمائے اور جماعہ فرشتگان کو اس پیارے نام پر صلوٰۃ و سلام پڑھنے کیلئے حکم دے تو دوسرا کون بشر یا جن و ملک ہے جو اس کی ثنا پورے طور پر ادا کر سکے۔ حضرت قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے اس مبارک کتاب کو جس خوبی اور حسن اعتقاد و وابستگی سے لکھ کر اپنے ایمان اور محبت مصطفوی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ثبوت دیا ہے یہ اسی مبارک ہستی کا کام تھا چنانچہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے کہ "کتاب شفا سے بہتر کوئی کتاب جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں تو اب تک کسی نے لکھی ہے اور نہ آئندہ لکھے گا"۔ یہاں تک آپ نے تحریر فرمایا ہے کہ "جس گھر میں یہ کتاب شفا موجود ہوگی وہاں بتصدق رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کوئی بیماری نہ ہوگی"۔ اس کتاب میں مصنف علیہ الرحمۃ نے وہ [illegible] مسائل تحریر فرمائے ہیں جو بعض علماء کی زبان سے آج تک کم سننے میں آئے ہیں اس [illegible] کتاب کے مطالعہ سے ہر ایک سچے مسلمان کا ایمان تازہ اور برکات الٰہی سے بہرہ یاب ہو [illegible] جناب رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے فیضیاب ہوتا ہے غرض یہ کہ اس کتاب [illegible] کے کیا کیا اوصاف بیان کئے جائیں۔ لہذا بپاس خاطر اہل اسلام اس کا بامحاورہ اردو ترجمہ کرا کر "اللہ والے" نے شائع کیا ہے یہ کتاب ۵۷۲ صفحوں پر نہایت عمدہ کاغذ پر خوشخط طبع کرائی ہے۔ باین ہمہ خوبی قیمت صرف تین روپے آٹھ آنے ۳/۸ ملنے

المشتہر

اللہ والے کی قومی دکان مالک ملک چنن الدین گگے زئی مجددی نقشبندی تاجر کتب قومی منزل نقشبندیہ

کوچہ ککے زئیاں، بازار کشمیری، لاہور

۲۰ صفر ہجری ۱۳۴۷ھ